بیاد اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ — اعلحضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ — علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں اور املاء کے اغلاط کی ذمہ داری مضمون نگار پر ہے۔

رابطہ دفتر

کنزالایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ، گلہ اسماعیل والا، نند گورے بیکرز

گرجاکھ روڈ، گوجرانوالہ +923247448814

قیمت 30 روپے

ناشر: مفتی سید مبشر رضا، مطبع: رضا پبلیشنگ کمپنی لاہور، مقام اشاعت: گوجرانوالہ

بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

ضیاء رسول

جس سمت بھی جاتا ہوں طوفان مچاتا ہوں
میں ہر گستاخ نبی کو چن چن کے مٹاتا ہوں
کفر کی دنیا کے لیئے کانٹوں کا جہان ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

بزدل کو ایمانی دنگل میں فیل سمجھتا ہوں
ڈرتا نہیں ہوں موت سے کھیل سمجھتا ہوں
کذابوں کی موت دجالوں کا انجام ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

محمد کے غلاموں کو کبھی پرکھا نہیں جاتا
جب شیر بپھر جائے تو پھر روکا نہیں جاتا
آقا کے باغی کیلیئے مقتل کا سامان ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

منکرِ ختم نبوت کانوں کو کھول کے سن لے
تجھے حق کی دعوت ہے یا دن اپنے گن لے
لٹکتا بھی شوق سے لٹکاتا بھی سرِ عام ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

فرشتوں کا امیر ہوں میں مومن کا تیر ہوں میں
مدینے کی گلیوں کا ادنیٰ سا فقیر ہوں میں
غیرت کا جہان ہوں جذبوں کا طوفان ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

گھس جاتا ہوں اکیلا ہی کفر کے میلے میں
ڈالتا ہوں چوم کے پھانسی بھی گلے میں
پھندے کیلیئے بھی موت کا پیغام ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

شیطان کے چیلوں سے عُمر کبھی ڈرتا نہیں
ضرب ہو مومن کی تو کفر کبھی ٹکتا نہیں
منافقوں پہ چلنے والی تلوار و نیام ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

میں چلتے ہوئے پانی میں بھی شمع جلاتا ہوں
جو پھولوں سے نکل جائے خوشبو پکڑ لاتا ہوں
اس دھند و تاریکی میں ضیاء کا جام ہوں میں
بندہ کوئی عام نہیں محمد کا غلام ہوں میں

صلی اللہ علیہ وسلم

اداریہ

سعودی عرب میں ہونے والے حالیہ حملوں نے پورے عالم اسلام کو شدید رنج والم سے دوچار کیا یہ ایسا سانحہ تھا جس سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ یوں تو پوری دنیا میں مسلمان کفار کی بدترین سفاکی سے دوچار ہیں مسلمانوں کا قتل عام ایک معمول بن چکا ہے امریکہ ،فرانس اور جرمنی جیسے ممالک میں کوئی ایک دو قتل بھی ہوجائیں تو پوری دنیا سراپا احتجاج بن جاتی ہے تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے سربراہان کے تعزیتی پیغامات کی بارش ہوتی ہے۔ سوشل میڈیا پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر بڑی شدت سے احتجاج اور افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے مگر دنیا بھر میں فقط مسلمان ہی وہ واحد قوم ہیں جن کے خون کی کوئی قیمت نہ رہی جن کو دن رات گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے مگر پوری دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے کفار کو تو اس پر خوشی ہے کیونکہ وہ تو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں مگر افسوس اسلامی دنیا پر ہوتا ہے جو اتنی طاقتوں کے مالک ہوتے ہوئے فقط دنیاداری میں اتنے مگن ہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تکلیف محسوس کرنے کی بجائے کفار کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور اپنی عیاشیوں میں مگن ہیں شاید آج مسلمان آقائے دوجہاں ﷺ کی تعلیمات کو بھول چکے ہیں انہیں مدینہ شریف کی ریاست میں نبی کریم ﷺ کا بھائی چارے کی عظیم مثالیں قائم کرنا بھول چکا ہے وہ مسلمان جو ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں کہ کسی ایک حصے کی تکلیف پورا جسم محسوس کرتا ہے مگر آج ہمیں وہ مسلمان دکھائی نہیں دیتا یہی بے حسی اور لاپرواہی آج ہمیں یہ دن دکھا رہی ہے کہ عالم اسلام کی محبتوں اور عقیدتوں اور عبادتوں کے مراکز مکہ و مدینہ تک بھی عالم کفر کا ہاتھ پہنچ چکا ہے اور وہ ان مقدس مقامات پر بھی باقی دنیا کی طرح خون کی ہولی کھیلنا چاہتے ہیں اور مسلمان حکمران ابھی تک خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ چند عیسائیوں نے مدینہ شریف پر حملہ کرکے روضہ رسول ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اسکی اطلاع اس وقت کے ایک مرد مجاہد سلطان نورالدین زنگی رحمتہ اللہ علیہ کو خود نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے خواب میں آکر فرمائی اور ایک حملہ ابھی بھی ہوا اور دنیا کے کسی مسلمان حکمران کسی جرنیل کسی سپہ سالار کی خواب میں قبل از وقت اطلاع فرمانے نبی رحمت ﷺ تشریف نہ لائے۔ کیوں؟ اے دنیا کے حکمرانوں ذرا سوچو اور ہوش کے ناخن لو عین ممکن ہے ہمارے آقا و مولی سرور کائینات ﷺ تم سب سے ناراض ہوں۔

عبدالستار ایدھی صاحب شدید علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے اللہ پاک ان کی غلطیوں کوتاہیوں کو معاف فرما کے ان کے ساتھ آسانی والا معاملہ فرمائے۔ ان کی وفات کے بعد انکی شخصیت کو متنازعہ بھی بنایا گیا ان کی تعریف بھی کی گئی۔ انسان چونکہ خطا کا پتلا ہے تو ممکن ہے ان سے بھی غلطیاں ہوئی ہوں لیکن بعداز وفات ہمیں ان کی برائی کرنے سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے مگر انہوں نے پاکستانی عوام کی جتنی خدمت کی اسکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے بلاشبہ وہ پاکستان کی دکھی عوام کے لیے ایک بہت بڑا سہارا تھے ان کی خدمت کی پوری دنیا معترف ہے۔ ہاں لیکن ان کو محسن انسانیت قرار دینا ایک ظلم عظیم ہے کیونکہ محسن انسانیت فقط نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس ہے اور انسانیت کا درس فقط اسی در سے ملتا ہے اس در سے سبق حاصل کرکے کوئی کتنا ہی عظیم خادم کیوں نہ بن جائے محسن انسانیت کا لقب نہیں پاسکتا۔ اس لیے کسی کی تعریف میں اتنا آگے نہیں جانا چاہیے کہ تمام حدود ہی پھلانگ لی جائیں اور دوسری جانب انکی برائی کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے کیونکہ غلطیاں تو ہر کسی سے ہوتی ہیں لیکن بحرحال وہ ایک کلمہ گو مسلمان تھے جنہوں نے ساری زندگی انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی اور اب وہ سب سے بڑی عدالت میں پیش ہوچکے ہیں۔ ہمیں قاضی بننے کی بجائے انکے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

ساحل کاہلوں

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور پاکستان

بہت سے مسلمان قادیانیوں کے بارے میں رواداری اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی مظاہرہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بارے میں بھی کیا گیا۔ بعض حضرات کا استدلال یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ ومذہب کچھ بھی ہو بہرحال وہ پاکستانی ہیں۔ اور ان کو نوبل انعام کا اعزاز ملنا پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے بہرصورت لائق فخر ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک کی ایک معروف سیاسی شخصیت نے روزنامہ ''جنگ'' کے کالم ''مشاہدات و تاثرات'' میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''مسلک ان کا کچھ بھی ہو لیکن پاکستان کے رشتے سے عالمی سطح پر ان کی سائنسی مہارت کا جو اعتراف ہوا ہے اس سے قدرتاً ہم سب کو خوشی ہونی چاہیے۔ علم، علم ہے اس پر نہ کسی عقیدہ اور مذہب کی چھاپ لگائی جاسکتی ہے نہ مشرق و مغرب کی، یہ تو روشنی اور ہوا کی طرح پوری انسانیت کا مشترک ورثہ ہے۔'' (جنگ کراچی 14 مئی 1981ء)

قادیانی ہفت روزہ ''لاہور'' میں ایک مراسلہ ''جاہل مولویوں نے سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی خاک میں رولنا شروع کردیا ہے۔'' کے عنوان سے چھپا اس میں سے یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

''اگر مولویوں کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے۔ کہ ڈاکٹر عبدالسلام کافر ہے تو پھر مولویوں کو یہ احساس تو ہونا چاہیے۔ کہ وہ کافر بھی اول و آخر پاکستانی ہے اور اس کو ملنے والا اعزاز اصل میں پاکستان کو ملنے والا اعزاز ہے۔'' (ہفت روزہ لاہور 11 نومبر 1979ء صفحہ 4)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے۔ لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت وحرمت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کے دور میں صدر پاکستان کا سائنسی مشیر تھا لیکن جب 1974ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو یہ صاحب احتجاجاً لندن جا بیٹھے اور جب مسٹر بھٹو نے اس کو ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھجوائی تو پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس بھیج دیا۔ ہفت روزہ چٹان کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا یہ ان دنوں کی بات ہے۔ جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیرِ اعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔ ترجمہ: میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔ مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں وقار احمد بھی قادیانی تھے یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔ (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور شمارہ 22/ جون 1986ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہوسکتا ہے۔ اپریل 1984ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے اور شعائر اسلامی کا اظہار کر کے مسلمانوں کو دھوکا دینے پر پابندی عائد کر دی گئی قادیانیوں کا نام نہاد "بہادر خلیفہ" اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد راتوں رات بھاگ کر لندن جا بیٹھا۔ وہاں پاکستان اور اور اہل پاکستان کو "دشمن" کا خطاب دے کر ان کے خلاف جنگ کا بگل بجاتا رہا۔ اور قادیانیوں کو پاکستان کے امن کو آگ لگانے کی تلقین کرتا رہا۔ قادیانیوں کا دوماہی پرچہ جو "مشکوۃ" کے نام سے قادیان (انڈیا) سے شائع ہوتا ہے، اس میں "پیغام امام جماعت کے نام" کے عنوان سے مرزا طاہر قادیانی کا پیغام دنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کے نام شائع ہوا ہے۔ اس کے چند فقرے ملاحظہ فرمائیے:

"جس لڑائی کے میدان میں "دشمن" نے ہمیں دھکیلا ہے یہ آخری جنگ نظر آتی ہے، اور انشاء اللہ ہمارے دشمنوں کو اس میں بری طرح شکست ہوگی" (دوماہی مشکوۃ قادیان صفحہ 7)

"دشمن سے ہماری جنگ کا یہ انتہائی اہم اور فیصلہ کن مقام ہے" (صفحہ 7)

"یہ وہ آخری مقام ہے جہاں دشمن پہنچ چکا ہے۔" (صفحہ 7)

"تمام جماعت کو برقی رفتار کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہونا چاہئے۔" (صفحہ 8)

"یہ ایک لڑائی کا بگل ہے جو بجایا جا چکا ہے۔ اس کی آواز ہمیں ہر طرف پھیلانی ہے۔ اور اس پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانا ہے۔" (صفحہ 8)

"اور اسلام آباد (پاکستان) کے حکمران اس آواز کی گونج کو سن کر بے بس اور پسپا ہو جائیں۔" (صفحہ 8)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو للکارتے ہوئے یہ بہادر (لیکن بھگوڑا) قادیانی خلیفہ کہتا ہے:

"پس یہ ناپاک تحریک جو صدر ضیاء الحق کی کوکھ سے جنم لے رہی ہے اور وہ یہاں بھی ذمہ دار ہیں اس کے، اور قیامت کے دن بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور نہ کوئی دنیا کی طاقت ان کو بچا سکے گی۔ اور نہ مذہب کی طاقت ان کو بچا سکے گی۔ کیونکہ آج انہوں نے خدا کی عزت و جلال پر حملہ کیا ہے۔ آج محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے تقدس پر وہ شخص حملہ کر بیٹھا ہے۔" (صفحہ 13)

مرزا طاہر جس "ناپاک تحریک" کی طرف اشارہ کر رہا ہے اس سے مراد 1984ء کا صدارتی آرڈیننس ہے جس کے تحت چونکہ مرزائی آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں اس لئے نہ اسلام کے مقدس الفاظ کا استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کسی طریقہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں۔ اس کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ قادیانیوں نے 73ء کے بعد آئین کی مخالفت کی یہ صورت نکالی کہ اپنی عبادت گاہوں پر، گھروں پر دکانوں پر، گاڑیوں پر اور خود اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے کتبے لگانے لگے۔ مسلمانوں کے لئے ان کا یہ طرز عمل چند وجہ سے ناقابل برداشت تھا۔ سوم: مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ)

خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ چنانچہ ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھتا ہے: "محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی" قادیانی، جب کلمہ طیبہ "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں تو لامحالہ ان کے ذہن میں مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ مرزا قادیانی کو کلمہ کے مفہوم میں داخل جانتے ہیں بلکہ اسے "محمد رسول اللہ" کا مصداق سمجھتے ہیں اور یہی سمجھ کر کلمہ پڑھتے ہیں چنانچہ مرزا بشیر

احمد قادیانی نے لاہوری جماعت کا یہ سوال نقل کر کے کہ "اگر مرزا نبی ہے تو تم اس کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟" اس کا یہ جواب دیا ہی "علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارٰی اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل صفحہ 158۔ مولفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ واپریل 1915ء)

پس چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے اسے "محمد رسول اللہ" بنایا ہے اور چونکہ قادیانی اس کے اس کفریہ دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل مانتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں، اس سے معمولی عقل وفہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی مسجد ضرار کو گرانے، جلانے اور اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا جو حکم دیا تھا اگر وہ صحیح ہے (اور بلاشبہ صحیح ہے یقیناً صحیح ہے، قطعاً صحیح ہے) تو قادیانی منافقوں کی وہ مسجد نما عارت جس پر کلمہ طیبہ کندہ ہوا سے منہدم کرنے، جلانے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیوں غلط ہے؟ اور اس سے بھی کم تر یہ مطالبہ کہ مسجد ضرار کے ان چربوں پر کلمہ طیبہ نہ لکھا جائے، آخر کس منطق سے غلط ہے؟ الغرض پاکستان میں چونکہ قادیانیوں کا کفر ونفاق کھل چکا ہے، ان کو کلمہ طیبہ کے مطابق کے کتبے لگا لگا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے، کلمہ طیبہ کی توہین کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت سے کھیلنے میں دشواریاں پیش آرہی ہیں، مسلمان ان کے غلیظ عقائد پر مطلع ہونے کے بعد ان کی مذبوحی حرکات کو برداشت نہیں کرتے اس لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ، پاکستان کی سرزمین کو نعوذ باللہ "لعنتی ملک" کہنے سے نہیں شرماتا، اور اس کا مرشد مرزا طاہر قادیانی پاکستان کے خلاف "جنگ کا بگل" بجا رہا ہے اور پاکستان میں افغانستان کے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔" جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اگر اس خطہ میں ظلم جاری رہا (یعنی قادیانیوں کو یہ اجازت نہ دی گئی کہ وہ کلمہ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہیں۔ ناقل) تو ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے حالات پیدا ہوں جیسے افغانستان میں پیدا ہوئے۔ (قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" صفحہ 13۔ 20 اپریل 1958ء)

اسی کے ساتھ وہ پورے عالم اسلام کو دعوت دے رہا ہے کہ پاکستان کے خلاف زہر اگلنے کے کام میں قادیانیوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو:

"ہمیشہ تمہارا نام لعنت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا"

(قادیانی پرچہ دوماہی مشکوۃ قادیان۔ مئی وجون 1958ء صفحہ 14)

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر انصاف کیجئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نوبل انعام کسی پاکستانی کے لئے یا عالم اسلام کے کسی مسلمان کے لئے لائق فخر اور موجب مسرت ہو سکتا ہے؟

تعزیت

مجلہ الخاتم کے سرکولیشن میجر جناب غلام نبی نوری بھائی کے والد گرامی مولانا مختار احمد قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک مرحوم کی مغفرت فرمائے امین۔

تحریک ختم نبوت 1974

حقائق کی روشنی میں

سکندر مرزا
Danger_king2000@yahoo.com

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے مُلک ونسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری
(اقبال: بانگ درا، 152، بنام مذہب)

سلطنت خداداد کا قیام:

اللہ رب العزت اپنے کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (اور جو لوگ اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور اُن کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور اس مال میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے خرچ کرتے ہیں۔(سورہ الشوریٰ، آیت 38)

پاکستان بننے کے بعد 7 مارچ 1949 کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان صاحب نے قومی اسمبلی میں قرارداد مقاصد پیش کی جسے 12 مارچ 1949 کو منظور کر کے پاکستان میں بننے والے ہر آئین کی بنیاد بنالیا گیا۔اسی قرارداد مقاصد کو 1973 کے آئین میں شامل کر کے پاکستان کی قومی اسمبلی کو آرٹیکل 2A کے تحت اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ ملک میں تمام تر دستور اور قانون سازی اسلامی تعلیمات کے تحت ہوگی جس کا ممبہ قرآن وسُنت ہے۔(بحوالہ آئین پاکستان، آرٹیکل 2A، 1973)

باؤنڈری کمیشن اور ریڈکلف ایوارڈ 1947 کے نتیجے میں ضلع گورداسپور کو قادیانی اکثریت اور ان کے مسلمانوں سے علیحدہ تشخص رکھنے کی وجہ سے بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ یہاں ایک اہم بات قابل ذکر ہے کہ قانون آزادی ہند ایوارڈ کے تحت گورداسپور پور میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ہندوؤں کے مقابلے میں 14.51 فیصد رکھا گیا تھا۔(بحوالہ: کتاب کشمیر ان کنفلیکٹ، صفحہ 35، مصنف، وکٹوریا سچوفیلڈ، سن اشاعت: 2000، مطبوعہ: آئی۔ بی۔ٹاورز، نیویارک، امریکہ)

جبکہ 1911 کی مردم شماری کے مطابق پورے ہندوستان میں قادیانیوں کی کل تعداد اٹھارہ ہزار ایک سو پچانوے تھی جس میں دس ہزار ایک سو سولہ مرد اور آٹھ ہزار نواسی عورتیں تھیں۔(بحوالہ: کتاب: فریڈم مومنٹ ان پنجاب، صفحہ 38، مصنف: ستیش چندر مطل، سن اشاعت: 1977، مطبوعہ: کانسیپٹ پبلشنگ کمپنی، دہلی، انڈیا)

مرزا محمود کی ہدایت پر آزادی سے قبل قادیانیوں نے مردم شماری اور دیگر کاغزات میں اپنے تشخص کو مسلمانوں سے الگ ظاہر کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے سرکاری ریکارڈ میں گورداسپور کی مسلم آبادی کا تناسب بگڑ گیا اور نتیجتاً گورداسپور بھارت کے حصے میں چلا گیا۔گورداسپور کے بھارت کے حصہ میں جانے سے بھارت کا کشمیر میں جارحیت کا راستہ کُھل گیا اور 1947 میں آزادی کے فوراً بعد بھارت نے گورداسپور ہی کے راستے اپنی فوج بزریعہ ٹرین جموں کشمیر میں اتار کر کشمیر پر قبضہ کرلیا جو کہ آج تک قائم ہے۔ چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو جب پاکستان کا پہلا وزیر

خارجہ بنایا گیا تو اس نے بابائے قوم محمد علی جناح کو اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے صرف اس لیئے انکار کر دیا کہ وہ قادیانی نہیں تھے اور وہ قائد کو اپنے عقائد کی رُو سے کافر سمجھتا تھا۔ اس کے اس عمل کی توجیح زیرِ نظر اقتباسات سے صاف ظاہر ہے۔ بقول مرزا قادیانی "خدا نے مجھ پر یہ منکشف کیا ہے کہ جو شخص میرے متعلق سننے کے بعد مجھ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں"۔ (بحوالہ: الحکم ، 2:4؛ مرزا غلام قادیانی، الفضل، قادیان، 15 جنوری، 1935)

وہ تمام مسلمان جو کہ مسیح موعُود کی بیعت میں شامل نہیں، چاہے انہوں نے مسیح موعُود کا نام بھی نہیں سنا کافر ہیں اور خارج از اسلام ہیں"۔ (بحوالہ: آئینہ صداقت، صفحہ 9/35، بشیر الدین محمود)

پاکستان کے قیام کے بعد جب مسئلہ فلسطین یُو-این-او میں پیش ہوا تو اس وقت وہاں یہی ظفر اللہ پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے موجود تھا۔ اصولی طور پر اسے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے بلامشرُوط اس مسئلہ کے ضمن میں ساری دنیا کے سامنے عربوں کے موقف کی حمایت کرنا تھی۔ اس موقع پر ظفر اللہ قادیانی نے عربوں سے کہا کہ جب تک قادیانی خلیفہ مرزا محمُود اسے اس چیز کا حکم نہ دے تب تک وہ عربوں کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ظفر اللہ قادیانی نے حلف تو پاکستان کی ریاست وحکومت سے وفاداری کا لے رکھا تھا لیکن اندرون خانہ اس کی تمام تر کاوشیں اور وفاداریاں صرف اپنی جماعت اور خلیفہ کے احکامات کیلئے مختص تھیں اور پاکستان کے ریاستی وسائل اور اپنے عہدے کو بھی دراصل وہ اسی کار خاص کیلئے استعمال کرتا تھا۔ اس کی وزارت خارجہ کے دور میں پوری دنیا میں قادیانی مشنریوں کا پھیل جانا اور بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں میں ان کی آمد و رفت اور قیام و طعام بھی اسی چیز کا غماز ہے۔ یہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ بابائے قوم کی طرف سے ظفر اللہ خاں کو باؤنڈری کمیشن کی کارگزاری کے باوجُود بھی وزیر خارجہ بنانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ظفر اللہ نہ صرف انگریز دور میں ایک بیوروکریٹ رہ چکا تھا بلکہ انگریزوں کے ساتھ اس کے بہت اچھے تعلقات بھی تھے اور ان تعلقات کا استعمال کر کے ایک نو زائیدہ مسلم ملک کو درپیش بیرونی پریشر کو بیلنس کیا جا سکتا تھا۔ نیز اس وقت مغرب آج کی طرح اسلاموفوبیا کا شکار نہیں تھا اور وزارت خارجہ کا شعبہ عمومی مذہب سے ہٹ کر ایک تعلقات عامہ کا شعبہ تھا۔ ظفر اللہ قادیانی نے قائد کے اس احسان کا یہ بدلہ دیا کہ 1948 میں قائد کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے انکار کر دیا۔

1953 کی تحریک کے کچھ محرکات:

چوہدری ظفر اللہ کے وزیر خارجہ بننے کے بعد قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا البشیر الدین محمود نے زور و شور سے ملکی سیاست پر اثر انداز ہونے کی کوششیں شروع کر دیں اور ستمبر 1947 سے جنوری 1948 تک الفضل لاہور میں بہت سی تحریرات بھی لکھ ڈالیں اور اپنی تقاریر کے دوران بھی قادیانیوں کو نو زائدہ مسلم حکومت کے مختلف اداروں اور اہم شعبوں مثلاً لائیو سٹاک، فوج، بیوروکریسی وغیرہ میں داخل ہونے پر بھی ابھارتا رہا۔ (بحوالہ: اخبار الفضل، اشاعت: 11 جنوری، 1952)

قادیانی خلیفہ کے بقول "اگر پاکستان میں ایک لاکھ احمدی (قادیانی) سمجھ لئے جائیں تو نوے ہزار کو فوج میں جانا چاہیئے۔ فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے کام کس طرح کرینگے"۔ (بحوالہ: اخبار الفضل، 11 اپریل، 1950)۔

اس اقتباس سے جماعت کے آج کے نعرے "لو فار آل، ہیٹ فار نان" کی قلعی بھی کھلتی ہے۔ ذرا ہوش مند قادیانی لوگ اس تضاد کے متعلق سوچیں کہ جماعت کے دوسرے خلیفہ صاحب تو جماعت کو فوجی تربیت لینے کی ترغیب دیتے اور "الفرقان بٹالین" نامی عسکری تنظیم بناتے ہیں، جب کہ جماعت آج اس نعرے کی بنیاد پر اپنے خلیفہ جی کے عزائم سے تین سو ساٹھ ڈگری کے زاویہ پر الٹ چلتے ہوئے انگلینڈ میں موج کر رہی ہے۔

اسی زمانے میں بشیر الدین محمود نے مختلف شہروں کے دورے بھی کیئے اور کچھ سیاسی نوعیت کی ملاقاتیں بھی کیں۔مرزا محمود نے اکھنڈ بھارت کو قادیانیت کا مشن قرار دیا اور چوہدری ظفر اللہ قادیانی کے بھتیجے کی شادی کے موقع پر 3 اپریل 1947 کو چوہدری ظفر اللہ قادیانی کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ" جہاں تک میں نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ان پیشگوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو ہندوستان کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالی کے اس فعل پر غور کیا ہے جو مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کی بعثت سے وابستہ ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیئے اور اور ہندوؤں اور عیسائیوں سے مشارکت رکھنی چاہیئے۔" (بحوالہ: روزنامہ الفضل، قادیان، 5 اپریل، 1947)۔اسی طرح پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے متعلق قادیانی خلیفہ کے خیالات کا اندازہ ان الفاظ سے بھی ہوتا ہے۔بقول مرزا محمود" ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تقسیم پاکستان اصُولاً غلط ہے"۔(بحوالہ: روزنامہ الفضل، اشاعت: 12 اپریل، 1948)

1948 میں کوئٹہ کے ریلوے ملازمین نے 11 اگست کو ختم نبوت کے موضوع پر ایک جلسہ عام منعقد کیا۔اس جلسے میں ایک قادیانی میجر محموُد نے عقیدہ ختم نبوت اور ذات نبوی صل اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ رسائی کی جس پر اسے بھاگنے سے قبل موقع پر ہی ٹھکانے لگا دیا گیا۔(بحوالہ: تاریخ احمدیہ، از دوست محمد شاہد، جلد 12، صفحہ 321)

جہانگیر پارک کراچی میں 17 اور 18 مئی 1953 کو انجمن احمدیہ کے منعقد کردہ ایک جلسے میں 18 مئی کو اپنی تقریر کے دوران چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے مذہب اسلام کو ایک مردہ درخت سے اور مرزا قادیانی کے ہاتھوں لگائے قادیانی مذہب کو ایک زندہ پودے سے تشبیہ دی۔(بحوالہ: پنجاب ایکٹ 1954 (2) کے تحت 1953 میں پنجاب کے فسادات کے متعلق شائع ہونے والی انکوائری رپورٹ، صفحہ نمبر 75، شائع کردہ: سپریٹنڈنٹ، پنجاب پرنٹنگ، لاہور، 1954، انگریزی ایڈیشن)

اگرچہ علماء کرام قادیانیوں سے ملک پاکستان کو درپیش خطرات کو بھانپ بھی رہے تھے لیکن ظفر اللہ قادیانی کی اس تقریر نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور اس تقریر سے تمام ملک کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی۔ان تمام تر عوامل کے ردعمل میں مجلس احرار السلام کی سربراہی میں 1953 میں تحریک ختم نبوت چلائی گئی اور علما کے ایک وفد نے اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر کے اپنے درج ذیل تین نکات پیش کیئے:

۱- چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کیا جائے۔

۲۔سرکاری محکموں میں قادیانی افسروں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے سرکاری عہدے کا ناجائز استعمال کر کے عام مسلمانوں میں اپنے عقائد و مذہب کی ترویج نہ کریں۔

۳۔مرزائیوں کو ایک الگ اقلیت قرار دیا جائے۔

لیکن حکومت نے یہ نکات ماننے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر یہ مانگیں قبُول کی جاتی ہیں تو امریکہ پاکستان کو ایک دانہ گندم کا بھی نہیں دے گا۔اس وقت ہمارے پاس ایک سنہری موقع تھا کہ ہم نہ صرف اس قادیانی ناسُور کی سرگرمیاں محدُود کر دیتے بلکہ ملک کو امریکی امداد کے چُنگل سے نجات دلا کر اپنے پاؤں پر بھی کھڑا کیا جا سکتا تھا۔ انہی عوامی مطالبات کی منظوُری کیلئے اس وقت قائدین کی کال پر ملک بھر میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا اور اس کے ردعمل کی طور پر اس وقت کی حکومت کی طرف سے لاہور میں ایمرجنسی نافذ کر کے دس ہزار کے قریب شمع رسالت کے پروانوں کو شہید کیا گیا۔اس کے بعد تحریک کے قائدین جن میں

ابوالاعلی مولانا مودُودی اور مولانا عبدالستار نیازی سر فہرست ہیں، کی سزائے موت کے فیصلوں اور کارکنوں کی گرفتاریوں اور عالمی دباؤ کی وجہ سے یہ مسئلہ 1953 میں حل نہ ہوسکا۔

عروس دہر، سنا ہے کہ چند دیوانے
لہو کے عطر سے گیسو تیرے سنوار آئے

تحریک ختم نبوت 1974:

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزُو
عصر حاضر کے تقاضوں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
(علامہ اقبال، ابلیس کی مجلس شُوریٰ)

وقت کا پہیہ چلتا رہا اور 22 مئی 1974 کا دن بھی آگیا، جب ربوہ ریلوے سٹیشن پر ٹرین میں قادیانی لٹریچر بانٹنے پر نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کے ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے ربوہ کی سیلن زدہ فضائیں مترنم ہوگئیں۔ اس جسارت کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ انہی طلبہ کی ٹرین کو پشاور سے واپسی پر 29 مئی 1974 کو ربوہ سٹیشن پر روک لیا گیا اور قادیانی خدام اور فرقان فورس کے پانچ ہزار کے قریب کارندوں نے مرزا طاہر احمد (قادیانیوں کا چوتھا خلیفہ) کی سربراہی میں نہتے طلبہ پر مسلح حملہ کر دیا۔ اس حملے کے نتیجے میں پچاس طلبہ زخمی ہوئے جن میں سے تیرہ شدید زخمی تھے۔ (بحوالہ: روزنامہ جسارت، کراچی، 31 مئی 1974)

شمع رسالت کے ان زخمی محافظوں کی پزیرائی مولانا تاج محمد نے فیصل آباد پہنچنے پر کی اور جیسے ہی اس واقعے کی خبر زبان زد عام ہوئی، عوامی جذبات اور ردعمل کا ایک سیلاب کہرام کی صورت میں ملک کی طول و عرض میں برپا ہوگیا۔ اس وقت پنجاب کے قادیانی نواز وزیر اعلی پنجاب حنیف رامے نے دبے الفاظ میں اس احتجاج پر عوام اور علما کرام کو دھمکانہ شروع کر دیا اور حکومت نے جسٹس سمدانی کی سربراہی میں سانحہ ربوہ کی تحقیق کیلئے ایک کمیٹی بنا دی۔ (بحوالہ: اخبار پاکستان ٹائمز، 7 جُون 1974)

جہاں سانحہ ربوہ کے بعد پورے ملک میں قادیانی بدمعاشی کے خلاف احتجاج شروع ہوگیا، وہیں مولانا تاج محمد نے شام پانچ بجے الخیام ہوٹل میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف بنوری کے حکم پر فی الفور پوری قوت سے ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کر دیا۔ آغا شورش کاشمیری کی تحریک پر مولانا یوسف بنوری کو مجلس عمل تحفُظ ختم نبوت پاکستان کا کنوینر مقرر کیا گیا اور مستقل بنیادوں پر انتخابات کے لیئے 16 جون 1974 کو فیصل آباد میں تمام اکابرین ومشائخ، علما وسیاستدان مل بیٹھے۔ اس وقت مجلس عمل میں مختلف طبقات فکر کی نمائندگی کرنے والے اکابرین کی تفصیل درج ذیل ہے:

تمام مکاتب فکر کا اتحاد

مجلس تحفظ ختم نبوت: مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا خان محمد، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، سردار میر عالم لغاری

جمیعت علما پاکستان: مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا صاحبزادہ فضل رسول، مولانا عبدالمصطفی الازہری، مولانا محمود علی قصوری، مولانا غلام علی اوکاڑوی

جمیعت علما اسلام: مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد زمان اچکزئی، مولانا محمد اجمل خاں، مولانا محمد ابراہیم

جمیعت اہلحدیث: میاں فضل حق، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا اسحاق چیمہ، شیخ محمد اشرف، مولانا محمد صدیق، مولانا شریف اشرف

تبلیغی جماعت: مولانا مفتی زین العابدین

اہل تشیع: سید مظفر علی شمسی

مسلم لیگ: میجر اعجاز احمد، چوہدری صفدر علی رضوی، چوہدری ظہور الہی، سید اصغر علی شاہ

پاکستان جمہوری پارٹی: نوابزادہ نصر اللہ خان، رانا ظفر اللہ خان

مجلس احرار: مولانا عبید اللہ احرار، مولانا سید عطا المنعم شاہ بخاری، چوہدری ثنااللہ بھٹہ، ملک عبد الغفور رانوری، سید عطاالمحسن شاہ بخاری

اشاعت التوحید: مولاناغلام اللہ خان، مولانا عنایت اللہ شاہ

جماعت اہلسنت: مولاناغلام علی اوکاڑوی، سید محمود شاہ گجراتی

تنظیم اہلسنت: مولاناسید نورالحسن بخاری، مولانا عبدالستار تونسوی

اتحاد العلما: مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مولانا محمد چراغ، مولانا گلزار احمد مظاہری

حزب الاحناف: مولاناسید محمود رضوی، مولانا خلیل احمد قادری

قادیانی محاسبہ کمیٹی: آغا شورش کاشمیری، علامہ احسان الہی ظہیر

نیشنل عوامی پارٹی: ارباب سکندر خان، جناب امیر زادہ صاحب

جماعت اسلامی: پروفیسر غفور احمد، چوہدری غلام جیلانی، میاں طفیل محمود

قومی اسمبلی میں آزاد گروپ کے لیڈر: مولانا ظفر احمد انصاری

دیگر اہم شخصیات: مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا انتخاب:

صدر: مولانا یوسف بنوری

ناظم اعلی: مولانا محمود احمد رضوی

نائب صدر: مولانا عبدالستار خان نیازی، سید مظفر علی شمسی، مولانا عبدالواحد، نوابزادہ نصر اللہ خان

نائب ناظم: مولانا محمد شریف جالندھری

خازن: میاں فضل حق

درج بالا دی ہوئی لسٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت عوامی جمہوریہ پاکستان کے تمام مذہبی وسیاسی اور جمہوری نمائندے اور دھڑے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت جو کہ ہمارے ایمان کی اساس اور معراج ہے، یہی اس امت کو یکجا رکھے ہوئے ہے اور عقیدہ ختم نبوت وہ ایمانی لڑی ہے جو کہ چودہ سو سال کے متواتر سلاسل سے عقائد صحابہ رضوان رضی اللہ عنہ تک اور پھر پیغمبر برحق حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تک جا ملتی ہے۔ یہاں ایک اور بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اگرچہ 16 جون 1974 کو ہوئے مجلس عمل کے اجلاس میں تو پاکستان کی ہر مذہبی اور سیاسی جماعت اور ہر فرقہ کی نمائندگی تھی لیکن پارلیمان میں ہوئی 1974 کی کاروائی میں ہمیں صرف چند ایک علما کے ہی نام ملتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پارلیمان کی وہ کاروائی ایک خصوصی ان کیمرہ خفیہ کاروائی تھی اور اس حساس نوعیت کی کاروائی میں شامل ہونے کا موقع صرف ان علما کرام اور لوگوں کو ہی ملا جو کہ پارلیمان کے منتخب نمائندے تھے۔ ان علما نے بھی صرف ایک آدھ موقع پر ہی قادیانی اور لاہوری وفد سے جرح کی، جب کہ کوئی تکنیکی نکتہ آیا وگرنہ تمام کی تمام جرح اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار ہی کر رہے تھے اور علما وممبران پارلیمنٹ صرف اپنے سوالات کاغذ پر لکھ کر انھیں دیتے تھے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ عام قادیانی پروپیگنڈہ کے برخلاف پارلیمان ہائی جیک نہیں ہوئی تھی بلکہ دونوں گروہوں کا موقف کھل کر سننے کے بعد ہی پارلیمان کے ارکان نے ایک مشترکہ فیصلہ کیا تھا۔

پہلی حکمت عملی کے طور پر قادیانی جماعت کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا اور ملک گیر احتجاج کے عملی مظاہروں کے بعد جب رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو 14 جون کو ملک گیر ہڑتال کی کال دی گئی۔ کراچی سے لے کر خیبر تک شمع رسالت کے پروانوں نے اس کال پر لبیک کہا اور مقررہ دن پورے ملک میں کاروبار زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا۔

جسٹس صمدانی کمیشن:

جسٹس صمدانی کمیشن نے اپنی تحقیقات کے نتیجے میں جو رپورٹ مرتب کی اس میں کچھ درج ذیل نکات اٹھائے گئے:

خدام الاحمدیہ ایک عسکری جماعت ہے جو کہ خلیفہ و دیگر سرغناؤں کے حکم پر کاروایاں کرتی ہے۔

جماعت کے ناظر خلیفہ وقت کے حکم پر ہر جائز و ناجائز خدمت سرانجام دینے کے پابند ہیں۔

افریقہ میں مرزا غلام قادیانی کو بطور نبی" احمد" مشتہر کیا جاتا ہے۔

ربوہ میں فرقان فورس کی موجودگی کے شواہد ملے ہیں۔اس تنظیم کو کشمیر کے محاذ پر استعمال کیا گیا اور بعد میں جنرل گریسی نے اسے تحلیل کر دیا۔اس تنظیم کے مستعمل اسلحہ و بارُود کو بعد میں ایک فوجی گاڑی کے ذریعے واہگہ بھیجا گیا اور"محمود" نامی قادیانی عبادت گاہ کے قریب دفن کر دیا گیا اور اس پر جماعت کے کارکنوں کا پہرہ لگا دیا گیا۔

جماعت کا ایک مشن اسرائیل کے شہر حیفہ میں سرگرم عمل ہے۔یہ تحریک جدید کے تحت کام کرتا ہے جس کا روح رواں دوسرا قادیانی خلیفہ مرزا محمود تھا۔جماعت کے وہ لوگ جو کہ پاکستان سے اسرائیل جاتے ہیں ان کے پاس دو پاسپورٹ ہوتے ہیں۔یہ لوگ پہلے پاکستانی پاسپورٹ پر کسی افریقی ملک جاتے ہیں جہاں انہیں دوسرا پاسپورٹ جاری کیا جاتا ہے۔یہ دوسرا پاسپورٹ وہ خفیہ طور پر اپنے پاس رکھتے ہیں اور اب تک جماعت ایک بھی یہودی کو مسلمان نہیں کر سکی۔(بحوالہ، اخبار پاکستان، ٹائمز، اشاعت: 28جُون 1974)۔

قادیانی روسا کی چالاکیاں:

ادھر ربوہ میں جب قادیانی امت کے بڑوں نے عوامی جمہوریہ پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیئے وارفتگی، جان نثاری اور اتحاد کا یہ عالم دیکھا تو انہیں دن میں تارے نظر آنا شروع ہو گئے اور ان کے سر سے اس چیز کا نشہ بھی جاتا رہا کہ بھٹو حکومت جس کرسی پر قائم ہے، اس کرسی کی ایک مضبُوط ٹانگ قادیانی جماعت ہے۔یہ وہ وقت تھا جب تحریک اپنے پُورے عروج پر پہنچ چکی تھی۔اس سمندر کا مقابلہ کرنے کے لیئے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد اور چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے پروپیگنڈہ مہم چلائی اور عالمی برادری کی ہمدردیاں سمیٹنے کی خاطر ایک بیوہ کی طرح اپنی مظلومیت کا بین کرنا شروع کر دیا۔امریکی ایسوسی ایٹ پریس کو دیئے گئے ایک بیان میں مرزا ناصر نے سارا ملبہ بھُٹو صاحب اور حکومت پر ڈالتے ہوئے انہیں اس انارکی کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اسے بائیں بازُو کی انتہا پسند جماعتوں کی ہمدردی اور سپورٹ حاصل کرنے کی کوشش گردانا۔

اسی طرح روزنامہ جسارت، کراچی کی 28جُون 1974 کی اشاعت کے مطابق ظفر اللہ قادیانی نے بھی یہ دہائی دی کہ ہماری املاک کو حکومتی سرپرستی میں تباہ کیا گیا ہے۔اسی طرح ایک اور پریس کانفرنس کے دوران ظفر اللہ قادیانی نے سانحہ نشتر پارک پر کوئی انکوائری رپورٹ آنے سے پہلے ہی سانحہ ربوہ کے من چاہے حقائق عالمی میڈیا کے سامنے بیان کر دیئے اور اس بات کو یکسر ہی گول کر دیا کہ اس دوران قابل اعتراض لٹریچر بانٹ کر پہل جماعت کی طرف سے ہوئی تھی اور قادیانی امت کو ایک مظلوم کمیونٹی ظاہر کر کے ایمنیسٹی انٹرنیشنل، یونائیٹڈ نیشن، ریڈ کراس اور دیگر عالمی اداروں سے مدد کی اپیل کی۔(بحوالہ: دا ٹائمز لنڈن، 7 جُون 1974)

اسی طرح السلام نامی ایک امریکی میگزین کی 30 ستمبر 1974 کی اشاعت میں یہ خبریں بھی شائع ہوئیں کہ بیرونی ممالک میں موجود قادیانی مشنری مختلف ممالک کے سفرا، وزرا اور حکومتی عہدیداروں سے مل کر انھیں غلط حقائق بتا کر پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل دینے پر آمادہ کر رہے ہیں۔اگر ہم ایک پہلو سے سوچیں تو قادیانی جماعت کا یہ پروپیگنڈہ نہ صرف مملکت پاکستان کے لیئے جگ ہنسائی کا سبب بنا بلکہ بعض

جگہوں پر اس سے جماعت کی بھی سُبکی ہوئی۔ انھی دنوں ایک ہندوستانی میگزین نے اس پر یہ تبصرہ بھی کیا کہ عالمی عدالت کا یہ جج (چوہدری ظفر اللہ) اس وقت کہاں تھا جب ہندوستان میں مسلم اقلیت کے تقریباً تین ہزار لوگوں کو دنگوں کی بھینٹ چڑھا دیا گیا تھا۔

بقول شاعر

ہم تو ڈُوبے ہیں صنم تُم کو بھی لے ڈُوبیں گے

قادیانی مسئلہ پارلیمان میں:

اوپر بیان کردہ تمام حالات، تحریک تحفظ ختم نبوت کی برکات، عوامی احتجاج اور عالمی دباؤ نے اس وقت کی حکومت کو مجبور کر دیا کہ اس مذہبی مسئلہ کو سڑکوں پر حل کرنے کے بجائے پارلیمان میں لے جایا جائے اور اس پر باقاعدہ جرح کر کے تمام منتخب نمائندوں کی رائے سے اس پر قانون سازی کر دی جائے جو کہ قرآن کی آیت وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (اور جو لوگ اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور اُن کا فیصلہ باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور اس مال میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے خرچ کرتے ہیں؛ سورہ الشوریٰ، آیت 38) اور قرارداد مقاصد کی رُو سے، آئین پاکستان 1973، آرٹیکل 2A کے عین مطابق ہے۔

اگلی پیش رفت کے طور پر 30 جُون 1974 کو پارلیمان میں دو الگ قراردادیں پیش کی گئیں۔ ان میں سے ایک قرارداد حکومت کی طرف سے پیش کی گئی جسے اس وقت کے وزیر قانون حفیظ پیرزادہ نے پیش کیا اور اس میں صرف اس امر کا احاطہ کیا گیا کہ قادیانی جماعت کی آئینی حیثیت کیا ہے۔ دوسری قرارداد کو اس وقت کی اپوزیشن کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کیا جس میں قادیانیوں کے متعلق بانگ دہل علما کرام نے اپنے موقف کا اظہار کیا۔ اسی قرارداد میں یہ بات بھی شامل کی گئی کہ مکۃ المکرمہ میں عالمی مسلم تنظیموں کے اجلاس منعقدہ 6 تا 10 اپریل 1974، تمام عالم سے تقریباً 140 مختلف مسلم تنظیموں نے شرکت کی اور کھل کر اس امر کا اظہار کیا کہ جماعت قادیانیہ اسلام کے خلاف ایک تخریبی جماعت ہے جو کہ خود کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ظاہر کرتی ہے لیکن دراصل بوجوہ اپنے عقائد کے دین اسلام سے پھر چکی ہے۔ اپوزیشن کی پیش کردہ قرارداد کو 37 ممبران قومی اسمبلی و علما کی تائید حاصل تھی۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی قدرت تھی کہ اس اسمبلی میں مسلمانان پاکستان کی تقریباً تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے ارکان بطور منتخب عوامی نمائندگان شامل تھے۔

قادیانی اور لاہوری وفد پارلیمان میں:

اس وقت کی قادیانی پارٹی سے جو لوگ پارلیمان میں وفد کی صورت میں پیش ہوئے ان میں قادیانی گروہ کا تیسرا امیر مرزا ناصر احمد، مرزا طاہر احمد جو کہ مستقبل میں چوتھا امیر بنا، نامور قادیانی مربّی و عالم مولانا ابوالعطا جالندھری، شیخ محمد احمد مظہر سابقہ امیر جماعت ڈسٹرکٹ فیصل آباد، قادیانی گروہ کا جماعتی مورخ مولانا دوست محمد شاہد شامل تھے۔ جبکہ گیارہ دن تقریباً تمام کی تمام جرح مرزا ناصر احمد سے ہوئی۔

لاہوری گروپ کی طرف سے پارلیمان میں پیش ہونے والے وفد میں صدر الدین امیر لاہوری پارٹی، مرزا مسعود بیگ جنرل سیکرٹری، مولوی عبدالمنان عمر فرزند مولوی نور الدین خلیفہ اوّل شامل تھے۔ دو دنوں میں وفد کے تینوں ارکان سے باری باری جرح ہوئی۔

90 سال کے بعد قادیانی جماعت کے اس وقت کے خلیفہ نے حکومتی سطح پر اپنا موقف اسمبلی کے سامنے رکھا اور تقریباً دو سوصفحات پر مشتمل محضر نامہ پیش کیا۔ اس محضر نامے کی تقریباً اڑھائی سو کاپیاں کروائی گئیں اور انہیں تمام شرکا و ممبران کو پہنچا دیا گیا۔ قادیانی محضر نامے کے جواب میں "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی جواب تحریر کیا گیا۔ مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت و رہنمائی میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا محمد حیات،

مولانا تاج محمود اور مولانا عبد الرحیم اشعر نے حوالاجات کی تدوین کا کام سرانجام دیا اور مولانا تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے انہیں ایک ترتیب میں لگا کر اسے ایک کتاب کی شکل دے دی۔ سید انور حسین نفیس نے اسکی طباعت کا کام سنبھالا اور روزانہ جتنا حصہ بھی طبع ہوتا اسے مولانا مفتی محمود، چوہدری ظہور الہی اور مولانا شاہ احمد نورانی سن لیتے۔ اس جواب کو مولانا مفتی محمود نے اسمبلی کے سامنے رکھا۔ لاہوری جماعت کی طرف سے مولوی حکیم نور الدین بھیروی کے بیٹے مولوی عبد المنان عمر نے اسمبلی کے سامنے اپنا چودہ صفحات پر مشتمل موقف سنایا۔ اگرچہ کہ "ملت اسلامیہ کا موقف" لاہوری جماعت کے مختصر نامے کا بھی احاطہ کرتا تھا لیکن اس کا باضابطہ جواب مولانا غلام غوث ہزاروی نے لکھ کر اسمبلی کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت قومی اسمبلی میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ قادیانی اور لاہوری گروپ کے سربراہان پر جراح بھی کی جائے اور انھیں اپنی پوری صفائی دینے اور اپنے موقف کا دفاع کرنے کا پورا پورا اختیار بھی دینا چاہیئے۔

اب اگر کوئی صاحب اٹھ کر یہ کہیں کہ کسی کلمہ گو کو عامتہ المسلمین سے باہر نہیں نکالا جاسکتا تو سیرت کی تمام تر کتب کا مطالعہ کرنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی اور اسکے حواریوں کی بنائی مسجد ضرار کے متعلق اقدام ہمارے سامنے آتا ہے۔ پارلیمان، مکلننہ اور عدلیہ کے ضمن میں عام قاعدہ یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کو سلجھاتے ہوئے اس کے پریذیڈنٹ کو ضرور مدنظر رکھا جاتا ہے۔ عام اصطلاح میں پریذیڈنٹ سے مراد یہ ہے کہ اگر پاکستان میں کسی معاملے میں صدر پاکستان کا مواخذہ ہوگا تو یہ مستقبل کے تمام صدور کے استثنا و مواخذہ کے ضمن میں ایک پریسیڈنٹ اور ایک مثل بن جائے گا اور ہر آنے والے وقت میں اس سے مشترک مسئلہ میں اس پریسیڈنٹ کو لازماً سامنے رکھا جائے گا۔ دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں اس سے پہلے بھی اس سے ملتی جلتی ایک صورتحال ہمارے ہمسایہ اور دنیا میں سب سے بڑی جمہوری ریاست ہونے کے دعویدار ملک بھارت میں پیش آئی۔ بھارتی آئین 1949 کے آرٹیکل نمبر 25 کے تحت سکھ مت، جین مت اور بدھ مت کے ماننے والوں کو بھی بغیر ان کی رائے لیے آئینی طور پر ہندو ہی قرار دیا گیا اور بھارتی سپریم کورٹ کے 10 اگست 2005 کے فیصلے میں بھی اس آئینی شق کو سکھ مت، جین مت اور بدھ مت کے ماننے والوں کا موقف سنے بغیر، ان کی مرضی کے برخلاف اس فیصلے کو قائم اور برقرار رکھا گیا۔ اس طرح بھارت جیسے سیکولر ملک کی پارلیمان اور عدلیہ نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے ملک میں بسنے والے لوگوں کی مذہبی شناخت کا فیصلہ کیا۔ دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں ایسا پہلی دفعہ ہوا کہ کسی ایسی صورتحال میں صرف اور صرف اکثریت کی رائے پر فیصلہ کرنے کے بجائے دوسرے فریق کو بھی اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا ہو۔ اسی طرح ہم جنس پرستی اور صدومیت کے متعلق عیسائی مذہب کی تعلیمات واضح ہیں۔ مثلاً انجیل مقدس کی کرنتھیوں کی کتاب کے باب 6 کی آیت 9 اور 10 اس کی ممانعت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انجیل متی 4:19 اور مارک کی انجیل 6:10 کے مطابق بھی انسان کو مرد اور عورت کے جوڑوں میں پیدا کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ کتاب پیدائش باب 2، آیت 21 تا 24 اور کتاب متی، باب 19، آیت 4 تا 6 بھی یہی بتاتی ہیں کہ مرد کی شادی عورت سے ہی ہوگی۔ ان تمام عیسائی مذہبی تعلیمات کے ہوتے ہوئے بھی دنیا کے بہت سے عیسائی ملکوں مثلاً انگلینڈ، امریکہ، آسٹریلیا اور فرانس وغیرہ نے اپنی پارلیمان کے ذریعے ہم جنس پرستی کے حق میں قانون سازی کروائی اور اسے قانونی حیثیت بھی دی۔

قادیانیوں کے اس وقت کے خلیفہ مرزا ناصر سے پہلے 5 اگست سے 10 اگست اور پھر 20 سے 24 اگست تک سوال و جواب ہوئے اور اسے گیارہ دن اپنے موقف میں صفائی دینے اور اس پر جرح کرنے کا پورا موقع دیا گیا جو کہ تقریباً 42 گھنٹوں پر محیط ہے۔ اسی طرح 27 اور 28 اگست کو لاہوری پارٹی کے رہنما مولوی صدر الدین، مولوی عبد المنان عمر

اور مسعود بیگ سے دو روز جرح ہوئی جس کا دورانیہ تقریباً 7 گھنٹے بنتا ہے۔ پارلیمان میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیئے جو طریقہ کار وضع ہوا اس میں طے یہ ہوا تھا کہ کوئی بھی ممبر اپنا کوئی بھی سوال قادیانی یا لاہوری جماعت کے سربراہان سے نہیں کرے گا اور جرح کے تمام تر سلسلہ کو عدالتی طریقہ کار کے تحت چلایا جائے گا۔ تمام ممبران اپنا سوال کاغذ پر لکھ کر اٹارنی جنرل کو دینگے اور اٹارنی جنرل ہی وہ سوال کرے گا تا کہ پارلیمنٹ کا نظم و ضبط قائم رہے۔ اسی قاعدے کے مطابق یہ تمام سوال و جواب پاکستان کے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحیی بختیار صاحب نے ان لوگوں سے پوچھے اور جراح کی اور علما کی رہنمائی میں حوالاجات بھی پیش کیے۔ اس دوران کچھ ایسے مواقع بھی آئے جب کسی ممبر نے درمیان میں مداخلت کی لیکن مقصد صرف پوائینٹ آف اوبجیکشن پیش کرنا تھا یا جناب سپیکر صاجزادہ فاروق علی خاں صاحب کی توجہ کسی اہم امر کی جانب دلانا تھا جو کہ اس سارے سلسلہ کی بطور چیئرمین سپیشل کمیٹی نگرانی کر رہے تھے۔ اس وقت موقع پر موجود لوگوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ پارلیمان کے ایئر ٹائیٹ حال میں ایک ایسا وقوعہ بھی پیش آیا جب دوران جرح ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس نے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد پر بیٹھ کر دی۔

دوران جرح مرزا ناصر احمد یا تو اپنے جوابات میں تاویل کی قینچی چلاتا رہا یا بہت ہی مبہم اور گول جواب دیے۔ اکثر حوالاجات پیش کرنے پر مرزا ناصر نے یہ کہہ کر جان چھڑوائی کہ آپ حوالہ نوٹ کروا دیں، ہم یہ حوالہ اپنی کُتب میں دیکھ لینگے۔ اس کے علاوہ ہم قارئین کی دلچسپی کے لیئے اگست کی مناسبت سے یہاں یہ بات لکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مرزا ناصر سے جرح کے دوران 24 اگست کی جرح میں دوسرے قادیانی خلیفہ کے قادیانی اخبار الفضل مورخہ 5 اپریل 1947، 12 اپریل 1947، جون 1947، 18 اگست 1947 اور 28 دسمبر 1947 میں چھپنے والے اکھنڈ بھارت کے حوالوں کے متعلق بھی پوچھا گیا لیکن مرزا ناصر حسب سابقہ ان حوالوں سے کنی کترا گیا۔

جیسا کے اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کاروائی کے دوران قادیانی گروہ کے سربراہ اور لاہوری وفد سے کُل تیرہ دن تک جرح ہوئی۔ ان تیرہ دنوں میں بیشتر جرح اٹارنی جنرل جناب یحیی بختیار صاحب نے کی۔ اٹارنی جنرل صاحب کے علاوہ جن ممبران نے دوران جرح اپنا پوائنٹ آف اوبجیکشن اسمبلی کے سامنے رکھا یا فریقین کی توجہ اہم چیزوں کی جانب دلائی ان میں چیئرمین برائے خصوصی کمیٹی و سپیکر قومی اسمبلی جناب صاجزادہ فاروق علی خاں، چوہدری ظہور الہی، مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، جناب عبدالعزیز بھٹی، مولانا ظفر احمد انصاری، جناب پروفیسر غفور احمد، جناب مولا بخش سومرو، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحق، چوہدری جہانگیر علی شامل ہیں۔ 24 اگست مرزا ناصر سے جرح کا آخری دن تھا اور ایک طویل جرح کے بعد اٹارنی جنرل نے جناب چیئرمین سے اجازت چاہی کہ اب کچھ تکنیکی نوعیت کے سوالات کیلئے علما کو جرح کی اجازت دی جائے جو کہ دے دی گئی۔ اجازت ملنے پر مولانا مفتی محمود، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا شاہ احمد نورانی اور جناب چیئرمین نے مرزا ناصر احمد سے جرح کی۔

لاہوری گروپ کے ارکان سے فرداً فرداً دو دن یعنی مورخہ 27 اگست اور 28 اگست 1974 کو جرح کی گئی۔ یہ جراح بھی بنائے گئے اصول کے تحت اٹارنی جنرل صاحب نے ہی کی۔ کچھ تکنیکی نوعیت کے سوالات کے لیئے علما اور دیگر ممبران نے جناب چیئرمین صاحب سے اجازت لے کر مختصراً جرح کی یا بعض اہم امور کی جانب توجہ دلائی۔ ان ممبران اسمبلی میں مولانا مولانا مفتی محمود، مولانا ظفر احمد انصاری، جناب چیئرمین، مولانا عبدالمصطفی ازہری، مولانا عبدالحق پروفیسر غفور احمد اور جناب چوہدری جہانگیر علی شامل ہیں۔

7 ستمبر 1974 کا تاریخ ساز دن:

اس تمام کاروائی کے بعد اسمبلی کے تمام ارکان نے تمام چیزوں پر غور کیا

اورممبران کی جانب سے ایک متفقہ رپورٹ جمع کروائی گئی۔اس رپورٹ میں کچھ اہم سفارشات پیش کی گئی جوکہ درج ذیل ہیں۔

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (3)106 میں قادیانی اور لاہوری گروپ کی صراحت کردی جائے اور آرٹیکل 260 میں غیرمسلم کی تعریف میں ان دونوں گروپوں کو شامل کیا جائے۔

پاکستان پینل کورٹ کے سیکشن 295A کے تحت مسلمان کی تعریف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تعلق کو شامل کیا جائے۔آئین کے آرٹیکل 260 کے مطابق مسلمان ہوتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور آخری نبی نہ ماننا قابل تعزیر جرم شمار کیا جائے۔

اس سلسلے میں آئینی ترامیم اور قانون سازی کرتے ہوئے متعلقہ قوانین مثلاً نیشنل رجسٹریشن ایکٹ 1974 اور الیکٹرل رولز قوانین 1973 کو مدنظر رکھا جائے۔

پاکستان میں موجود تمام تر شہریوں کی جان، مال، عزت اور بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ بلاکسی تفریق ومنافرت کے کیا جائے۔

5 اور 6 ستمبر کو اٹارنی جنرل صاحب نے دوروز کا مفصل اور ایمان افروز بیان دیا جس میں قادیانی لٹریچر سے مزید قابل اعتراض مواد اور حوالے پیش کیئے گئے۔پچھلی تمام تیرہ دن کی جرح کا حاصل بیان کیا گیا اور ممبران کی توجہ اس جرح کے مختلف پہلوؤں کی جانب مبذول کروائی گئی۔آخر کار 7 ستمبر 1974 کو شام چار بج کر پینتیس منٹ پر وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کی زیرنگرانی آئین کی شق 106 اور 260 میں بل اتفاق رائے دو ترامیم کرکے اس نوے سال پرانے مسئلے کو حل کردیا گیا۔الحمدُ للّٰہ

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ آئین پاکستان میں درج بالا بتائی گئی شق 260 کی کلاز (b)286 کے تحت بہائی مذہب، لاہوری جماعت اور دیگر منکرین ختم نبوت بھی غیرمسلم قرار پائے ہیں لیکن اپنی مظلومیت کے ضمن میں نام نہاد حقوق اور ریاستی ظلم وجبر کے نام پر آج تک بہائی یا لاہوری گروہوں کی طرف سے کبھی وہ واویلا سامنے نہیں آیا جو کہ قادیانی گروہ کی طرف سے آتا ہے۔

"عقل مندرا اشارہ کافی است"

7 ستمبر کی اس کاروائی کو کئی سالوں تک خفیہ رکھے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اگر تو اس کاروائی کو اس وقت سرعام نشر کردیا جاتا تو امن وامان کی صورتحال خراب ہوسکتی تھی۔پارلیمان اپنی خصوصی اختیارات اور ماضی کے پریذیڈنٹوں کے تحت یہ حق اپنے پاس محفوظ رکھتی ہے کہ وہ امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر اپنی کسی بھی کاروائی کو مناسب وقت تک خفیہ رکھے۔بعد میں آنے والے وقتوں میں قادیانی جماعت کی جانب سے تواتر سے یہ بات کہی جانے لگی کہ اگر یہ کاروائی منظرعام پر آجائے تو سارا پاکستان قادیانی جماعت میں شامل ہوجائے گا۔جب جناب یحیٰ بختیار صاحب سے اس ضمن میں سوال کیا گیا تو ان کا اس بارے میں کہنا تھا کہ"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کاروائی ان کے (قادیانی جماعت کے) خلاف جاتی ہے۔ویسے وہ اپنا شوق پورا کرلیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنا دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کاروائی خفیہ ہوگی تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔میرے خیال میں اگر یہ کاروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو مار مار کر ان کا بھرکس نکال دیں گے"۔(بحوالہ: ماہنامہ آتش فشاں لاہور، مئی 1994، انٹرویونگار: منیر احمد منیر، ایڈیٹر)۔

اسی سلسلے میں جب اس وقت کے سپیکر قومی اسمبلی اور چیئرمین کمیٹی صاحبزادہ فاروق علی خاں صاحب سے پوچھا گیا تو ان کا جواب تھا کہ "بحث اور کاروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظرعام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ان کا نقطہ نظر بھی سننا تھا۔ظاہر ہے وہ جو کچھ بھی کہتے مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔لہٰذا کاروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ نازک

اور حساس ہے۔ مسلمان (اس پر) جان بھی قربان کر دینا ایک معمولی بات سمجھتا ہے لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لیئے اس کاروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ امت کا جو والہانہ عشق ہے، اس کو زبان وقلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھُلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے"۔ (بحوالہ: روزنامہ جنگ جمعہ میگزین، 3-9 ستمبر 1982، انٹرویو: اختر کاشمیری صاحب)

اسی ضمن میں کچھ عرصہ قبل سن 2010 میں بشیر احمد خان صاحب جوکہ ایک قادیانی وکیل ہیں، نے اس وقت کی سپیکر قومی اسمبلی محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا صاحبہ کو ایک کھُلا خط لکھ کر یہ تمام کاروائی منظر عام پر لانے کی استدعا کی جس پر محترمہ ڈاکٹر صاحبہ نے اس تمام کاروائی کو پبلش کرنے کا حکم دیا اور اب یہ کاروائی باضابطہ طور پر منظر عام پر آچکی ہے۔ اللہ رب العزت تحریک تحفظ تاج وتخت ختم نبوت کے ہر مجاہد اور کارکن پر اپنی رحمتوں کا نزُول فرمائے اور ہمیں اس محاذ پر خدمت جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتاب کا اصل سکین

المسوى شرح الموطا

تأليف

الإمام ولي الله الدهلوي

١١١٤ هـ - ١١٧٦ هـ

الجزء الثاني

علق عليها وصححها

جماعة من العلماء بإشراف الناشر

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

خاتم کے لفظ میں تاویل کرنے کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ کی ایک تحریر

اوقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم لنبیین ولکن معنی ھذا الکلام انہ لا یجوز ان یسمی بعدہ احد بالنبی ، واما معنی النبوۃ وھو کون انسان مبعوثاً من اللہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوماً من الذنوب ومن البقاء علی الخطا فیما یری فھو موجود فی الائمۃ بعدہ ، فذلک ھو الزندیق ، وقد اتفق جماھیر المتاخرین من الحنفیۃ والشافعیۃ علی قتل من یجری ھذا المجری واللہ اعلم "

یاوہ شخص جو یہ کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد نبی کا نام کسی کو نہیں دیا جائے گا، یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کا کوئی مفترض الطاعۃ اور معصوم فرستادہ نہیں آئے گا تو یہ شخص زندیق ہے اور ایسے شخص کے بارے میں جمہور متاخرین حنفیہ اور شافعیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (المسوی جلد 2 صفحہ 269)

وقوله ﷺ : « أولئك الذين نهاني الله عنهم » في المنافقين دون الزنادقة ، وأما دراية فلان الشرع كما نصب القتل جزاءً للارتداد ليكون مزجرة للمرتدين وذباً عن الملة التي ارتضاها فكذلك نصب القتل في هذا الحديث وأمثاله جزاء للزندقة ، ليكون مزجرة للزنادقة وذباً عن تأويل فاسد في الدين لا يصح القول به . ثم التأويل تأويلان : تأويل لا يخالف قاطعاً من الكتاب والسنة واتفاق الأمة ، وتأويل يصادم ما ثبت بقاطع فذلك الزندقة ، فكل من أنكر الشفاعة أو أنكر رؤية الله تعالى يوم القيامة أو أنكر عذاب القبر وسؤال المنكر والنكير ، أو أنكر الصراط والحساب سواء قال لا أثق بهؤلاء الرواة أو قال اثق بهم ، لكن الحديث مؤول ثم ذكر تأويلاً فاسداً لم يسمع ممن قبله فهو الزنديق .

وكذلك من قال في الشيخين أبي بكر وعمر مثلاً ليسا من أهل الجنة مع تواتر الحديث في بشارتهما أو قال : ان النبي ﷺ خاتم النبوة ولكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسمى بعده أحد بالنبي ، وأما معنى النبوة وهو كون إنسان مبعوثاً من الله تعالى إلى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء ، على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأئمة بعده ، فذلك هو الزنديق . وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجري هذا المجرى والله أعلم .

باب :

قتل الساحر ، وإن السحر كبيرة

قال الله تعالى : ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾(١) الآية .

(١) سورة البقرة ، الآية ١٠٢ .

٢٦٩

اپنے عقائد کی تحقیق کریں (پیش گوئی محمدی بیگم)

ضیاء رسول
anwaarulquran786@gmail.com

قارئین کرام! سابقہ قسط میں آپ نے پڑھا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے بوڑھے والد کو نہ صرف طرح طرح کے لالچ دیئے بلکہ نکاح سے انکار کی صورت میں طرح طرح کی دھمکیاں بھی دیں کہ تم خود مرجاو گے تمہارا داماد مرجائے گا محمدی بیگم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے وغیرہ وغیرہ لیکن ان سب کے باوجود محمدی بیگم کے غیور باپ نے مرزا قادیانی کو اپنی کم سن بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کردیا اس کے لیے مرزا قادیانی نے نہ صرف اپنی پہلی بیوی اور بیٹوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں بلکہ بہت سے رشتہ داروں کو یہ رشتہ کروانے کے لیے احمد بیگ پر دباو ڈالنے کا کہا اور بہت سے خطوط اپنے اور احمد بیگ کے مختلف قریبی رشتہ داروں کو لکھے جس کا اقرار خود مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے کیا ہے ملاحظہ ہو سیرت المھدی جلد اول روایت نمبر 179 صفحہ نمبر 188

لیکن مرزا جی کو اس کے خدا نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کچھ بھی ہوجائے محمدی بیگم ہر صورت تیرے نکاح میں آئے گی اور کوئی اس بات کو وقوع پذیر ہونے سے روک نہیں سکتا اور میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی وغیرہ وغیرہ تو جب مرزا کے خدا نے خود بتادیا کہ ہر حال میں محمدی بیگم تیرے نکاح میں آئے گی تو رشتہ داروں کو رشوت کی لالچ اور دھمکیاں اور خطوط لکھ لکھ کر اتنی منت سماجت کرنا چہ معنی دار؟ کیا مرزا جی کو اپنے خدا کی بات پر یقین نہ تھا؟ لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ سب مرزا کا گھڑا ہوا ڈرامہ تھا اگر واقعی خدا کی طرف سے ایسا کوئی وعدہ ہوتا تو مرزا صاحب کو اس لڑکی کے لیے اتنا ذلیل ہونے اور لوگوں کو لالچیں اور دھمکیاں دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

ملاحظہ کیجیے مرزا قادیانی کے خدا کے محمدی بیگم کے بارے وعدے۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ

خدا تعالیٰ نے ایک نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے اور اگر وہ رشتہ سے انکار کریں گے اور کسی دوسری جگہ اس کی شادی کریں گے تو لڑکی کا باپ شادی سے تین سال اور لڑکی کا خاوند اڑھائی سال تک مرجائے گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 102 حاشیہ

سو خدا تعالیٰ نے سب کے تدراک کے لیے جو اس کام کو روک رہے ہیں (یعنی جو نکاح میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ناقل) تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہوجاتا ہے۔ مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 158

صفحہ 219 پر لکھا

خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کرکے اس کو میری طرف لے آوے

صفحہ 301 پر لکھا

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے اور میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کے خود ساختہ خدا نے کیسے زور شور سے مرزا قادیانی کو بتایا کہ وہ لڑکی ہر حال میں تیرے نکاح میں آئے گی بلکہ سونے پہ سہاگہ یہ کہ مرزا کا عقد بھی اس کے ساتھ باندھ دیا۔لیکن ہوا کچھ یوں کہ مرزا اور اسکا خدا دونوں خدائے وحدہ لاشریک کے فیصلے کے آگے بے بس ہوگئے اور محمدی بیگم کے والد نے اپریل 1892 میں محمدی بیگم کی شادی موضع پٹی ضلع لاہور کے ایک رہائشی سلطان محمد بیگ کے ساتھ کردی،یہاں سے مرزا قادیانی کی شخصیت کا وہ سیاہ ترین پہلو شروع ہوتا ہے جس میں اس نے انسانیت کی تمام حدود کو پار کردیا۔محمدی بیگم کی شادی کے بعد اگر کوئی غیرت مند انسان ہوتا تو اس کا پیچھا چھوڑ دیتا مگر مرزا قادیانی نے ان شریف خاندانوں کی عزت کو ایسا پامال کیا کہ جس کی دور دور تک کوئی مثال نہیں ملتی،نبوت اور مسیحیت کا دعوے دار ہو کر اس لڑکی کی شادی کے بعد مرزا قادیانی اپنے حوش وہواس کھو بیٹھا اور اشتہار پہ اشتہار جاری کرنا شروع کردیئے کہ میری ضرور شادی ہوگی اس لڑکی سے ضرور شادی ہوگی۔ایک باپ کی جگہ خود کو رکھ کر سوچیں کہ آپ کی شادی شدہ بیٹی کی عزت کوئی شخص اس طرح اشتہارات اور کتابوں میں لکھ لکھ کر اچھالے تو آپ کے دل پر کیا گزرے گی۔وہ بھی ایسی حالت میں کہ وہ شخص پچپن سالہ دائمی مریض بوڑھا اور لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال۔خود انصاف کیجیے

اس کے خدا کی قدرت نے ایک اور نظارہ دکھایا جو کہ مرزا قادیانی کی بدترین ذلت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ہوا کچھ یوں کہ محمدی بیگم کا والد جو ایک تو ضعیف العمر شخص تھا پھر مرزا قادیانی کے اشتہارات کی وجہ سے وہ شدید ذہنی اذیت سے دوچار رہنے لگا اور شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی جہان فانی سے کوچ کرگیا۔پھر کیا تھا مرزا جی نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ دیکھو میری پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہوگیا لیکن جب لوگوں نے پوچھا کہ جناب آپ نے تو لڑکی کے خاوند کے مرنے کی معیاد اڑھائی سال بتائی تھی اور اس کے والد کے مرنے کی تین سال اس حساب سے تو پہلے اس کے خاوند کو مرنا چاہیے تھا تو مرزا نے نے وہی اپنی پرانی روش اپناتے ہوئے تاویلات کا سہارا لے کر لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی اپنا ایک خدائی الہام داغ دیا اور کہا میرے خدا نے مجھے اطلاع دی۔

قال انی ساجل بنتا من بناتھم ایة لھم فسماھا وقال انھا ستجعل ثیبة ویموت بعلھا وابوھا الی ثلاث سنة من یوم النکاح ثم نردھا الیک من بعد موتھما ولایکون احدھما من العاصمین وقال انا رادوھا الیک لاتبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید ومات ابوھا فی وقت موعود فکونو لوعدہ الاخر من المنتظرین

اس (مرزا کا خدا) نے کہا میں ان کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو ان کے لیے نشان بناوں گا اور کہا کہ وہ بیوہ ہوجائے گی اس کا خاوند اور باپ دونوں نکاح کے دن سے تین سال تک مرجائیں گے پھر ان کی موت کے بعد اس لڑکی کو تیری طرف لوٹا دیں گے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی بچنے والا نہیں اور کہا کہ ہم اس لڑکی کو تیری طرف واپس لانے والے ہیں اللہ کی باتوں کو کوئی نہیں بدل سکتا بے شک تیرا رب جو ارادہ کرتا ہے وہ کرتا ہے تو اس لڑکی کا باپ مقررہ وقت میں مرگیا پس اب تم اللہ کے دوسرے وعدے کا انتظار کرو۔(روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 162)

دوستو!یہاں مرزا قادیانی کی سلطان القلمی کی ایک جھلک دکھانا ضروری سمجھتا ہوں مرزا قادیانی نے عربی عبارت میں ثلاثة سنة لکھا ہے جو کہ عربی گرائمر کی رو سے غلط ہے اس کی جگہ ثلاث سنوات ہونا چاہیے تھے یہ ہے مرزا قادیانی کی عربی دانی کی حقیقت جسے قادیانی حضرات سلطان القلم کا خطاب دیتے نہیں تھکتے۔اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ یہ الہامات مرزا قادیانی خود گھڑتا تھا کیونکہ اگر واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تو گرائمر کی اتنی فحش غلطی نہ ہوتی۔

اب مرزا جی کے اس خودساختہ الہام کی بنا پر محمدی بیگم کے شوہر سلطان محمد بیگ کی موت کا انتظار شروع ہوا تو ستمبر 1893 کو مرزا قادیانی نے لکھا

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر 1893 ہے قریبا گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے (چونکہ محمدی بیگم کا نکاح اپریل 92 میں ہوا اس حساب سے اڑھائی سال اگست 94 تک بنتے ہیں اور ستمبر 93 سے اگست 94 تک گیارہ ماہ ہی بنتے ہیں۔راقم) یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لیے کافی ہیں۔(روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 375)

اسی سے اگلے صفحے پر چلتے ہیں جہاں مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کو تفصیل سے بیان کیا اور اس کے چھے اجزاء بتائے

وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں

(۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو

(۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو

(۳) مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو

(۴) وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو

(۵) پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو

(۶) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔(روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 376)

یہی چھے اجزاء پیش گوئی کے مرزا قادیانی نے ایک اور جگہ بھی لکھے:

اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا دوم نکاح کے وقت تک لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آنا۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 325)

مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئی کے چھے اجزاء بتا کر خود ہی بات کو واضح کر دیا کہ جب تک یہ چھے اجزاء پورے نہیں ہوتے تب تک یہ پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہو سکتی نیز محمدی بیگم کے والد کی وفات کے بعد بھی ان اجزاء کو گنوانا اور پیش گوئی کو دوہراتے رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل پیش گوئی محمدی بیگم سے شادی ہونا تھی، جو کہ اس کی تمام تحریروں اور الہامات سے ویسے بھی ثابت شدہ اور اظہر من الشمس بات ہے اگر صرف محمدی بیگم کے والد کے مرنے سے ہی پیش گوئی پوری ہونی تھی تو اس کے مرنے کے بعد پیش گوئیاں دوہرانے کا کیا فائدہ؟ کیونکہ اس تمام پیش گوئی میں صرف ایک ہی واقعہ پیش آیا کہ محمدی بیگم کے والد کا انتقال ہو گیا جو بیچارہ پہلے ہی ضعیف العمر شخص تھا۔اور اس کے بعد نہ تو محمدی بیگم سے مرزا کی شادی ہوئی اور نہ ہی سلطان محمد اڑھائی سال میں یا مرزا کی زندگی میں مرا۔

اگلا حصہ اس پیش گوئی کا سب سے اہم حصہ ہوگا جس میں خود مرزا قادیانی کی زبانی دیکھیں گے کہ اصل پیش گوئی کیا تھی کیونکہ قادیانی حضرات دھوکہ دہی کرتے ہیں کہ پیش گوئی توبہ سے مشروط تھی۔کبھی کہتے ہیں محمدی بیگم سے شادی ہونا سلطان محمد کے مرنے سے مشروط تھا کبھی کہتے ہیں کہ وہ دہریہ لوگ تھے ان کی اصلاح اصل غرض تھی نہ کہ محمدی بیگم سے شادی، حالانکہ سابقہ حوالے میں خود مرزا قادیانی نے اقرار کیا کہ یہ پیش گوئی ایک مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے یعنی مرزا جی خود ان کو مسلمان ہی سمجھتے تھے اس لیے دہریہ ہونے کا ڈرامہ بھی فلاپ ہوا جو کہ آج کل کے مربی اور

قادیانی مبلغین کرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ سب دجل بیانیاں خود مرزا قادیانی کی تحریروں سے پاش پاش ہوجائیں گی۔اور ویسے بھی اللہ پاک نے انسان کو عقل دی ہے اتنا تو عقل سے کام لیں قادیانی حضرات کہ سلطان محمد نے کون سا گناہ کیا تھا جس کی اس نے توبہ کرنی تھی؟ کیا گھر والوں کی رضامندی سے شادی کرلینا کوئی گناہ ہے؟ شادی تو سنت رسول ﷺ ہے تو سلطان محمد نے کون سا گناہ کیا جو اس نے توبہ کرنی تھی؟ پھر ایک دھوکہ یہ بھی دیا جاتا ہے کہ جی سسر کے مرنے کے بعد سلطان محمد ڈر گیا تھا اس لیے اس کے ڈرنے کی وجہ سے اسکی موت کی پیش گوئی ٹل گئی حالانکہ اس کے مرنے کے کافی مہینوں کے بعد بھی خود مرزا قادیانی نے بتایا کہ اس کے مرنے کی جو معیاد ہے اس میں گیارہ ماہ رہ گئے ہیں اگر کوئی ڈرنے ورنے والا چکر ہوتا تو مرزا جی کے خدا نے اسی وقت ہی بتایا ہوتا کہ جی بندہ ڈر گیا ہے اس لیے پیش گوئی سابقہ کینسل شد۔لیکن مرزا قادیانی کا اسکی موت میں گیارہ ماہ باقی رہنے کی بات کرنا آج کے قادیانی حضرات اور خود مرزا جی کے اپنے اس دھوکے کی حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ وہ ڈر گیا تھا اس لیے بچ گیا۔

آئیے! اب چند حوالوں پر نظر ڈالتے ہیں جہاں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنی شادی ضرور ہونے کے اعلانات کیے

خدا اس (محمدی بیگم) کو تیری طرف واپس لائے گا یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 41)

عورت (یعنی محمدی بیگم) اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی؟ کامل یقین ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔ (منظور الٰہی صفحہ 245 مورخہ 16 مئی 1901 مصنفہ منظور الٰہی قادیانی)

مرزا قادیانی محمدی بیگم کے عشق میں اتنا آگے جاچکا تھا کہ وہ باوجود اپنے آسمانی نکاح کے رو رو کر خدا سے دعائیں بھی کرتا تھا کہ کسی طرح میری شادی ہوجائے اس سے،اسی ضمن میں موصوف لکھتے ہیں:

میں نے بڑی عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ وہ بیوہ کی جائے گی۔۔۔اور پھر ہم اس کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔ (روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 126)

دوستو! آپ اندازہ کریں کیا مرزا قادیانی کو یہ حق حاصل تھا کہ ایک شادی شدہ لڑکی کی عزت کو اس طرح اشتہارات میں اچھالتا پھرے جو کسی اور کی عزت تھی اور کہے کہ وہ میری ہے میری ہی طرف آئے گی بیوہ کی جائے گی اس کا خاوند مرجائے گا وغیرہ،کیا کوئی مہذب معاشرہ ایسے کسی فعل کو ایک شریفانہ فعل گردانتا ہے؟ ہرگز نہیں اور پھر اسی بات کو لے کر کہ شاید مرزا جی کو اپنی ان حرکتوں پر شرم محسوس ہو ایک شخص محمد بخش جعفر زٹلی نے اپنے رسالہ میں یہ اعلان شائع کیا کہ عنقریب نصرت جہاں بیگم (مرزا قادیانی کی دوسری بیوی) سے وہ شادی کرنے والا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی مرجائے گا اس کے بعد نصرت جہاں میرے نکاح میں آئے گی اپنے اس بیان کی تائید میں اس نے اپنے چند خواب اور بشارتیں بھی نقل کیں،جب مرزا قادیانی نے یہ پڑھا تو اس کے غصے کی انتہا نہ رہی اور اسکی نسبت لکھا:

میری بیوی کی نسبت شیخ محمد حسین اور اس کے دوست جعفر زٹلی نے محض شرارت سے گندی خوابیں بنا کر سراسر بے حیائی کی راہ سے شائع کیں اور میری دشمنی سے اس جگہ وہ لحاظ اور ادب بھی نہ رہا جو اہل بیت آل رسول ﷺ کی پاک دامن خواتین سے رکھنا چاہیے مولوی کہلوانا اور یہ بے حیائی کی حرکتیں افسوس ہزار افسوس۔(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 199)

قارئین کرام! خود فیصلہ فرمائیں کہ جعفر زٹلی اگر اس وجہ سے بے حیا اور بے شرم ٹھہرتا ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کی بیوی کے بارے خوابیں سنا کر اس سے شادی کرنے کے بارے رسالہ میں لکھا تو خود مرزا

قادیانی کیا بے شرم اور بے حیا نہیں ٹھہرتا جو مدعی نبوت ہو کر کسی کی بیوی کے بارے خوابیں اور الہام سنا کر اشتہار پہ اشتہار شائع کرتا رہا؟ فیصلہ خود فرمائیں کہ خود مرزا صاحب بد اخلاقی کی کس بدترین سطح تک پہنچ چکے تھے۔ یقیناً ان کو بھی مرزا کے اشتہارات پڑھ کر ایسے ہی صدمہ اور غصہ آتا ہو گا جتنا خود مرزا قادیانی کو اپنی بیوی کے بارے آیا۔

قارئین کرام! اگلی قسط میں اس پیش گوئی کے سب سے اہم پہلو آپ کے سامنے لائے جائیں گے جن میں مرزا قادیانی نے اصل پیش گوئی یعنی نفس پیش گوئی خود بتا کر اس پر اپنے سچا اور جھوٹا ہونے کی قید لگائی کہ اگر یہ بات پوری نہ ہوئی تو میں جھوٹا۔ نیز مرزا قادیانی کب تک اس پیش گوئی پر قائم رہا اور انجام کیا ہوا سب آئندہ اقساط میں۔ آج کے مضمون کا اختتام مرزا قادیانی کے اسی پیش گوئی سے متعلق ایک شعر پر کرتا ہوں

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرت حق کا اک عجب تماشا ہو گا
جھوٹ و سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

ہندوؤں مذہب اور قادیانی

ماخوذ از ختم نبوت فورم

شمس الدین صاحب (سابقہ قادیانی) کا بیان سن رہا تھا وہ مسلمان ہونے سے پہلے کے حالات سنا رہے تھے کہہ رہے تھے کہ جب ہم مسلمانوں سے سنتے کہ مرزائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخ ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کہتے ہیں تو ہم نے یہی کہہ دیتے کہ پیتے ہونگے۔

میں سوچ رہا تھا اسطرح کی جتنی بھی بکواسات مرزے نے کی تھیں اس کا اس کلٹ نے یا تو کوئی جھوٹے حوالے رکھے ہونگے یا مرزائیوں کو تعلیم ہی ایسی دی جاتی تھی جس میں انبیاء کا ادب و احترام کا خیال نہیں رکھا جاتا اور مرزے کی گندی زندگی کو دیکھ کر ان کے دماغ میں معیار کی پستی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔

اس کلٹ کو دیکھ کر مجھے ہندوں مذہب یاد آجاتا ہے جس میں بچے کو شروع سے ہی بت کی شکل دکھا دی جاتی ہے اور بالغ ہونے تک اسکے دماغ میں وہی ایک بت رہ جاتا ہے اسی کو وہ سب کچھ سمجھتا ہے۔ خیر ہندوؤں میں پھر بھی آزادی ہے کہ دوسرے مذہب کو سمجھ سکتے ہیں لیکن مرزائیت میں ایسا نہیں ان کو اسلام کی تعلیمات سے دور رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ کسی مسلمان سے بھی اسی طرح اس کلٹ میں پروان چڑھنے والے کا دماغ محدود سارہ جاتا ہے اس کلٹ نے اسے جو ایک دو باتیں بتائی ہوتی ہیں اس سے آگے یہ سوچ نہیں سکتا اور بس یہی کہہ دیتا ہے تم سمجھ نہیں سکتے حالانکہ اسکو خود پتا نہیں ہوتا اور یہ تہمت دوسروں پر لگا کر اپنی احمقانہ جنت کو بچانا چاہتا ہے۔

قیام پاکستان میں علماء کا کردار

پروفیسر حافظ غلام محی الدین نقشبندی

ٹوٹے تھے ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

نزول قرآن کی رات تھی رمضان المبارک کی ستائیسویں تھی ،چاند کی چاندنی تو نظر نہیں آرہی تھی، مگر افق کائنات پر ایک امیدوں سے بھر پور سحر ابھر رہی تھی دنیا اس سحر کو 14 اگست کے نام سے یاد کرتی ہے مگر حقیقت میں وہ لیلۃ القدر تھی ،یہی وہ بابرکت رات تھی جسے ''خیر من الف شھر '' سے موسوم کیا گیا، اس میں وہ حقیقت نازل ہو رہی تھی جس کی حفاظت کا ذمہ خود مالک ارض وسما نے لیا ہے، اسی لیے تو صوفیاء فرماتے ہیں: اس رات جو کتاب اتری اس کی حفاظت بھی رب کے ذمہ جو ارض وطن ملی اس کی حفاظت بھی وہ خود ہی فرمائے گا، مدینہ طیبہ کے بعد پوری کائنات میں یہی وہ پہلی ریاست ہے جو اسلام کے نام پر بنائی گئی ،جس کی مٹی کے ایک ایک ذرے کا مقصد نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ اور مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ ہے، یہی وہ خطہ زمین ہے جو عاشقوں کا کوہ ہمالیہ ہے جس کے صحراؤں کی وسعت ''سیروافی الارض'' کی طرف دلالت کرتی ہے، جس کے پہاڑوں کی صلابت '' والجبال اوتادا '' کی عملی تصویر ہے ،جس کے ہرے بھرے گلستان ''فیھا فاکھتہ والنخل ذات الاکمام '' کا اظہار ہیں ،جس پہ پھیلا ہوا آسمان ''والی السماء کیف رفعت '' کی صدا لگا رہا ہے، اس ارض مقدس کی مدینہ طیبہ سے مناسبت کئی وجوہات پر مبنی ہیں ،(۱) دونوں شہروں کی بنیاد اسلام پر رکھی گئی (۲) دونوں کے لئے بے مثال ہجرت کی گئی (۳) دونوں کا مقصد اسلام کا نفاذ ہے (۴) دونوں کی بنیاد کلمہ طیبہ ہے (۵) دونوں یہود ونصاری کی سازشیں برداشت کر رہے ہیں (۶) دونوں دہشت گردوں کی زد میں ہیں (۷) آج دونوں حقیقی اسلامی نظام کے لئے ترس رہے ہیں (۸) دونوں کے نام میں پاکیزگی ہے، وہ مدینہ طیبہ ہے یعنی پاک شہر اور یہ پاکستان ہے یعنی پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ، شاید اسی لئے مولانا بشیر احمد کوٹلی لوہاراں والے مرحوم نے ان دنوں کیا خوب شعر کہا تھا:

پاک اللہ پاک احمد پاک جسم وجان ہو
کیوں نہ رہنے کے لئے پھر ملک پاکستان ہو

(۹) دونوں خطے حضور ﷺ کی محبتوں کے امین ہیں اور حضور ﷺ بھی ان سے پیار کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات حضور ﷺ اس ارض وطن کی طرف چہرہ زیبا کر کے لمبی سانس لیا کرتے تھے گویا اھل محبت کی خوشبو محسوس فرماتے ،حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ''اطیب ریح فی الارض الھند '' ساری زمین پر سب سے خوشگوار ہوا برصغیر پاک وہند کی ہے (المستدرک للحاکم باب اطیب ریح حدیث ۸۰۴۸ ج ۳ ص ۴۰۸)

اسی لیے حضرت علامہ اقبال گنگنائے:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

پاکستان وہ خطہ ارض ہے جس کے حصول لے کے لئے لا

کھوں جانیں نچھاور کی گئی ،ہزاروں عورتوں نے اپنے سہاگ لٹائے ،ہزار ہا بوڑھے جس کی طرف سفر کرتے قربان ہوئے ،کتنے ہی بچے کرپانوں اور چھریوں کی نذر ہو گئے ،مگر اتنی قربانیوں کے باوجود سب کی زبانوں پر ایک ہی نعرہ تھا ،لے کے رہیں گے پاکستان ،بن کے رہے گا پاکستان ،پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ،لاالہ الا اللہ سے مراد یہ تھا کہ اس ملک میں حکمرانی اور اقتدار اعلیٰ کا منصب اللہ تبارک وتعالی کی ذات بابرکات کے فرامین ہوں گے اس کے حبیب ﷺ کا عطا کردہ نظام نظام مصطفی یہاں نافذ کیا جائے گا اسلامی اصولوں کے مطابق زندگیاں گزاری جائیں گی ،چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے ،زانی کو سنگسار کیا جائے گا ،قاتل کو قصاص اور بہتان لگانے والے کو ۸۰ کوڑوں کا سامنا کرنا ہو گا شرابی کو ۸۰ کوڑے اور مرتد قابل گردن زنی ہو گا ،گستاخ رسول کو سزائے موت اور شعار اسلامیہ کا مذاق اڑانے والا سخت سزا کا مستحق ہو گا ،سچ کا بول بالا ہو گا محبتوں کی فراوانی ہو گی ،بکری کی ایک سری پورے محلے میں گھوم کر واپس آجائے گی ،عدل وانصاف عام ہو گا ،رشوت کا نام ونشان نہ ہو گا ،فرقہ واریت ،قتل وغارت گری ،فساد فی الارض ،اغوا برائے تاوان ،غصب مال وحقوق ،چوری ،ڈکیتی ،منشیات ،سود ،زنا ،اغلام بازی ،پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر فحاشی ،زمینوں پلاٹوں پر قبضے ،بھوک ،افلاس ،فاقہ ،غربت اور ظلم وستم کا نام ونشان تک نہ ہو گا ،راوی ہر طرف چین ہی چین لکھے گا ،نہ منی لانڈرنگ ہو گی نہ ایان علی سپلائر ،نہ وکی لیکس نہ پانامہ لیکس ،نہ ریمنڈ ڈیوس نہ APS میں تڑپتے لاشے ،نہ درباروں اور خانقاہوں پہ خوف کے پہرے نہ مساجد ومدارس پہ یہودی قدغنیں ،کسی عبدالقوی کو کبھی قندیلوں کی روشنی کی ضرورت نہ ہو گی ،اگر وہاں نور بٹے گا تو ماہ مدینہ کا بٹے گا بقول اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

ماہ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

وہ ملک پاکستان جس کے حصول کے لیے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ دو قومی نظریہ عطا کر کے گئے ،حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جس کی آب یاری فرماتے گئے ،حضرت امام فضل حق خیر آبادی اپنے خون جگر سے جس کی پیاس بجھاتے رہے ،مولانا عنایت علی کافی جس کی بنیادوں میں روح محمد ڈالنے کے لیے پھانسی کے پھندے پر

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

کے نغمے سناتے رہے ،مفتی عنایت احمد کاکوری نے جس کے لیے نعرہ مستانہ لگایا ،اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے جس کے رگ وپے میں عشق مصطفی کی آگ بھرنے کے لیے نصاب رضویہ ترتیب دیا ،شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے جس کا خواب دیکھا اور اس خواب کی تعبیر کے لئے ایک اصول عطا فرمایا کہ:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اُجالا کر دے
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

جس کے وجود کی بقا کے لیے آل انڈیا پٹنہ کانفرنس سنی علماء کرام نے منعقد کی جس کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے کے لیے آل انڈیا سنی بنارس کانفرنس ہوئی جس میں ۵۰۰۰ ہزار سُنی مشائخ اور اولیائے کرام اور علمائے ذوی الاحترام نے پاکستان کے حق میں اعلان کیا اور تمام مشائخ اور پیروں نے اپنے لاکھوں کروڑوں مریدوں کو پاکستان بنانے کا حکم دیا یہ سہرہ ان اولیاء وعلما کے سر جاتا ہے جنہوں نے یہ فتویٰ جاری کیا کے جو پاکستان کو ووٹ نہ دے اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے ،حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کو انہیں صوفیا وعلماء نے رہبر بنایا اور قائد اعظم نے پاکستان کا مقدمہ لڑنے کا حق ادا کیا ،آپ کے ساتھ حضرت قبلہ پیر سید جما

عت علی شاہ صاحب تھے جنہوں نے اعلان فرمایا تھا کہ اگر مسلم لیگ کی قیا دت پیچھے بھی ہٹ گئی تو جماعت علی اکیلا پاکستان بنا کر دم لے گا، پیر آف مانکی شریف نے خیبر پختونخوا کا ریفرنڈم جتوایا اور ۱۰ لاکھ بندہ قائد اعظم کے حق میں کھڑا کر دیا، خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب نے قیام پاکستان کے لیے سخت جدو جہد فرمائی، حضرت گنج کرم پیر سید اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے سرکار اپنا آبائی گھر بار چھوڑ کر اوکاڑہ تشریف لے ائے اور اپنے مریدوں کو قیام پاکستان کے لیے تیار کیا، جلسے جلوس کیے، پیر غلام محی الدین گو لڑہ شریف، دیوان سید آل رسول چشتی اجمیر شریف، مولانا عبد العلیم صدیقی صاحب، مولانا امجد علی اعظمی صاحب، پیر محمد حسن جان سرہندی صاحب، پیر عبد الرحمن پر چونڈی، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، پیر صبغت اللہ شاہ صاحب المعروف پیر پگاڑا نے اپنے لاکھوں مریدوں کو لشکر حر کے نام سے تیار فرمایا، مولانا عبد الستار خاں نیازی صاحب جن کے حوالے سے قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا تھا اگر نیازی جیسے چند نوجوان اور مل جائیں تو چند دنوں میں پاکستان بن جائے گا ان علمائے کرام و صوفیائے عظام نے ملک پاکستان نفاذ اسلام کے لیے بنایا تھا اور اسی کے لیے جانیں دی تھیں مگر افسوس صد افسوس، پاکستان بننے کے فوراً بعد ملک کے حقیقی وارثوں کو کھڈے لائن لگا دیا گیا، نصاب تعلیم سے ان کا کردار کھرچ دیا گیا، دشمن اسلام دشمن پاکستان ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ بنا دیا گیا، ملک دشمن عناصر کے ہاتھوں میں باگ ڈور تھما دی گئی لسانیت، صوبائیت، فرقہ واریت تعصب، غربت اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ظالمانہ ہتھکنڈے اپنا ئے جانے لگے، اسلام پسند افراد پر زندگی تنگ کر دی گئی، نصاب تعلیم سے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاکلمتہ الحق کی جگہ یورپین کلچر اور ملالہ ٹائپ اسلام دشمن ڈال دیے گئے، ٹی وی چینلز پر علماء ربانیین کی بجائے فرقہ واریت پھیلانے والے قادیانیت نواز حمزہ عباسی جیسے بدکردار بٹھائے گئے، اسلامی شعار کا سر عام مذاق اڑایا جانے لگا، حقوق نسواں کے نام پر طلاق کی شرح

بڑھائی جا رہی ہے، جس مقصد کے لیے خطہ حاصل کیا گیا تھا وہ مقصد غازی ممتاز حسین قادری شہید کی شہادت پر ذبح ہو چکا، ۱۹۲۹ء میں غازی علم الدین شہید کی شہادت پر یہ سوچ پیدا ہوئی تھی کہ ملک کا نظام کافرانہ ہے اس لیے الگ ملک چاہیے جہاں اسلامی احکامات کا نفاذ ہو، یہود و نصاریٰ کا مسلط کر دہ نظام نہ ہو، مگر اسی عطار کے لونڈے سے دوا لے کر قوم پھر تقسیم ہو چکی، قرار داد مقاصد کی روح رو رہی ہے کہ میرے ساتھ کیا ہوا غداران وطن قوم کے حکمران بن چکے، پیران عظام جنہوں نے قوم کو رستہ دکھانا تھا وہ بھی انہیں سیاسی پارٹیوں کے گرد محو طواف ہیں، کوئی ppp کے بستر فنا پر دراز ہے تو کوئی ن لیگ کی کشتی عصیاں کا مسافر، کوئی pti کی خم آلود زلفوں پہ فریفتہ ہے تو کوئی ایم کیو ایم کو خدائی انتخاب کہہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے کوئی جماعت اسلامی کی طرف ملتجائی نگاہوں سے دیکھتا ہے کوئی جمعیت علماء پاکستان کے ٹکڑے کرنے میں فخر محسوس کر رہا ہے "شتت شملھم" کی دعا کرنے والے خود اتنے گروہوں میں بٹ چکے کہ وہ شعر یاد آتا ہے:

اتنے حصوں میں بٹ گیا ہوں میں
میرے حصے میں کچھ بچا ہی نہیں

نہ جماعت اہلسنت کے پاس کچھ رہا نہ جمعیت کے ٹوٹنے کے بعد نظام مصطفی پارٹی بنانے والوں کے پاس کچھ، بلکہ قیادت پابند سلاسل اور کوئی احتجاجی کاوش و کوشش نہیں، "روح نورانی سے رجوع سود مند رہے گا" جن لوگوں نے یہ ملک بنایا تھا جب ان کے وارث اس طرح الجھ چکے ہوں گے تو اغیار سے شکوہ کیا، جو اس ملک کے وجود کے خلاف تھے ان سے کیا گلہ، اس تمام تر نازک صورت حال میں 14 اگست کا دن ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ پھر سے سر جوڑ کر بیٹھیں اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں تسلیم کریں، عروج سے زوال کے سفر میں جو خامیاں ہوئیں وہ دور کریں اور پھر سے ملک کی صداؤں میں لبیک یا رسول اللہ ﷺ کی صدا بلند کریں، اس ملک کی بقا نظام مصطفی ﷺ میں ہے، حضرت اقبال نے کہا تھا:

نہ سنبھلو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانوں

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اتحاد امت ضروری امر ہے اندھیری شب میں چیتے کی آنکھ جس کا سراغ والے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اب اس ملک میں مسلکی تقسیم اتنی نہیں جتنی مذھب اور لا مذہب، سیکولر اور اسلام کی ہو رہی ہے الحاد اپنی جڑیں مضبوط کرتا جا رہا ہے ایسی صورت حال میں ضرورت اس امر کی ہے باہمی منافرت اور جھگڑے ختم کر کے ملک و مذہب کے لئے اکھٹے ہو جائیں، اور اس ملک کو مصطفی کریم ﷺ کے حقیقی اسوہ حسنہ کی روشنی میں منور کر دیں

،

نقش ہے جو دل پہ وہ تصویر پاکستان ہے

جذبہ الفت کی اک تعبیر پاکستان ہے

کون اب تسخیر کر سکتا ہے ارض عشق کو

مصطفی کے نام کی جاگیر پاکستان ہے

اہل فلسطین سے حضرت عیسیٰؑ کی جدائی کا سبب توفی یا ہجرت؟

مرزا غلام احمد قادیانی کی نام نہاد ذاتی تحقیق کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب پر تو لٹکا دیا گیا تھا (اس کا رد اسی فورم میں کر دیا گیا ہے) اور وہ صلیب پر تقریبا فوت ہو گئے تھے اس کے بعد ان کے حواریوں نے ان کا علاج کیا اور وہ چپکے سے کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ لیکن قرآن حکیم سورہ المائدہ آیات 116،117 میں اس سارے افسانے کی تردید کرتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي۔۔۔۔۔۔ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو وہ عرض کرے گا تو پاک ہے مجھے لائق نہیں ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے ضرور معلوم ہو گا جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔

أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ سے مراد اہل فلسطین ہیں کیونکہ عقیدہ تثلیث کی بنیاد اسی علاقے سے شروع ہوئی۔ تو جب اللہ کریم حضرت عیسی علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو کہا تھا مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو تو حضرت عیسی علیہ السلام اس سے صاف انکار کر دیں گے۔ اور عرض کریں گے اے اللہ جب تک میں ان کے درمیان موجود رہا میں ان کے اوپر نگران تھا یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی ان کے اوپر نگرانی کی صورت ان کے درمیان موجود ہونا تھا جب تک وہ ان کے درمیان موجود رہے ان کی نگرانی کرتے رہے۔ اور پھر حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے اور جب اے اللہ آپ نے میرا توفی کر لیا تو آپ ہی ان کے اوپر نگران تھے،

یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی اہل فلسطین کے درمیان سے نکلنے اور نگرانی ختم ہونے کی وجہ توفی ہوئی۔ اب توفی کا معنی چاہے موت لیں چاہے رفع السما، لیں دونوں صورتوں میں کم از کم حضرت عیسی علیہ السلام کی ہجرت کشمیر کا افسانہ غلط ہو جاتا ہے۔

اگر ہجرت کشمیر کو تسلیم کیا جائے تو پھر اہل فلسطین پر سے نگرانی ختم ہونے کی وجہ ہجرت ہونی چاہئے تھی لیکن قرآن واضح الفاظ میں اس نگرانی کے ختم ہونے کی وجہ توفی بتا رہا ہے۔

قادیانی امّت کا دوسرا خلیفہ

مرزا محمود اور اسکا عبرت ناک انجام

یاسر چوہدری
Yasir.Chaudhry@Outlook.Com

ماں اور بہن کے مقدس رشتوں کی تمیز سے عاری قادیانی امّت کا دوسرا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود 12 جنوری 1889 کو قادیان میں پیدا ہوا، اسکا بچپن آوارگی اور بے لگام گھٹیا خواہشات کی تکمیل میں گزرا، وہ غلیل لیکر طوطوں کا شکار کرتا اور انکا گوشت کھاتا، شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی نے لکھا ہے کہ مرزا محمود طوطے اور چڑیاں پکڑ کر انکے گلے مروڑا کرتا تھا (شاید اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ایک دن معصوم لڑکیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کھل کھیلے گا). 1914 میں حکیم نور دین کے جہنم واصل ہونے کے بعد جب مرزا محمود ابھی 25 سال کا تھا تو وہ ایک سازش کے تحت اور ساتھ غنڈوں کی مدد سے قادیان کا خلیفہ بن گیا (اسکی اسی غنڈہ گردی کی وجہ سے لاہوری جماعت کا وجود ہوا) وہ عیش عشرت اور بے لگام نفسانی خواہشات کا غلام تھا، لجنہ کی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں اس عیاش اور بدکردار خلیفہ کی شیطانی ہوس کے گھاٹ اترتی رہیں (لجنہ اماء اللہ قادیانی عورتوں کی تنظیم ہے)۔ جب بھی کسی نے مرزا محمود کی ان حرکتوں کے خلاف آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو اسکے غنڈے ان تمام سچی آوازوں کو خاموش کروا دیتے لیکن پھر بھی اسکے کئی پیروکاروں نے اس پر زناکاری کے الزامات عائد کیے، انمیں سے ایک کا نام شیخ عبدالرحمان مصری تھا جو اسکا اعلی درجے کا مرید اور قادیان کے مدرسہ احمدیہ کا مہتمم تھا، اسکو حالات نے مجبور کر دیا کہ اس نے مرزا محمود کو تین خطوط لکھے کہ وہ اپنے کردار کی وضاحت کرے اور اپنی کرتوتوں کی معافی مانگے ورنہ وہ جماعت کے قائم کردہ کمیشن کے سامنے سارا معاملہ رکھے گا لیکن خلیفہ مرزا محمود نے یہ تنبیہ نظرانداز کر دی اور اپنی غلط حرکات پر اڑا رہا، اسنے الٹا شیخ عبدالرحمن مصری اور اسکے دوستوں پر مظالم کرنا شروع کر دیے اور کچھ پر قاتلانہ حملے بھی کیے گئے، شیخ مصری کو تنگ آ کر قادیان چھوڑنا پڑا اور پھر اس نے 1937 میں پنجاب کی عدالت میں ایک بیان حلفی دیا جو یہ ہے:

”موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کرتا ہے اس کام کے لئے اسنے بعض مردوں اور عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے انکے ذریعے یہ معصوم لڑکے لڑکیوں کو قابو کرتا ہے“

مرزا محمود کی حیثیت ایک جنسی دیوی کی ہے، اسکی بدکاریوں کے بارے میں عبدالرحمان مصری، مستری عبدالکریم قادیانی ، رحیم عبدالعزیز قادیانی ، محمد علی لاہوری ایم اے لاہوری، راحت ملک اور مسمات سلمیٰ ابو بکر اور دیگر بیشمار مرزائی لڑکے لڑکیوں نے اور مردوں عورتوں نے جو حلفاً گواہیاں دی ہیں وہ قادیانی تاریخ کا شرمناک باب ہے. اس نے زمانہ طالب علمی میں ایک بار قاضی ظہور دین اکمل کی بیٹی کے ساتھ قادیان میں مبارک مسجد کی چھت پر منہ کالا کیا، جس پر اسکی ماں نصرت جہاں نے اسکو بڑی مشکل سے بچایا یہ دلیل دیکر کہ چار گواہ موجود نہیں ہیں، انہی حرکتوں کی وجہ سے صرف 13 سال کی عمر میں اسکی پہلی شادی 1902 میں رشید الدین کی بیٹی محمودہ سے کر دی گئی، واضح رہے کہ میر محمود نے اپنی زندگی میں ٹوٹل سات عورتوں کے ساتھ نکاح کیا اور اسکے 25 سے زیادہ بیٹے بیٹیاں ہوئے حتیٰ کہ اس حیوان نے اپنی بہن مبارکہ بیگم کو بھی نہ بخشا، ان بہن بھائیوں کے درمیان ناجائز تعلقات کے بارے میں انکی ماں نصرت جہاں کو بھی علم تھا. جولائی 1923 میں مرزا محمود اور اسکے

ساتھیوں نے قادیانی مبلغ جلال دین شمس کی بیٹیوں کے ساتھ زبردستی زنا کیا جب جلال شمس مبلغ بن کر ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔

معروف دانشور مرزا محمد حسین پہلے نہ صرف قادیانی تھے، بلکہ قادیانی قیادت کے اتنے قریب کہ مرزا محمود کے خاندان کی تمام مستورات کے اتالیق تھے۔ اندرون خانہ قادیانی قیادت کی اخلاقی باختگی کو دیکھا تو تڑپ گئے۔ مذہب کے نام پر اس حرام کاری وحرام خوری کو برداشت نہ کر سکے۔ غیرت وحمیت کے پیش نظر قادیانیت پر تین حرف بھیج کر مسلمان ہو گئے۔ اپنے مسلمان ہونے کی روداد میں لکھتے ہیں۔ ''میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ قادیانیت، مذہب کے لبادہ میں اتنا خطرناک اور شرمناک مذہب ہو گا۔ یہ سوچتے سوچتے صرف ایک رات میں میرے سر کے تمام بال گر گئے اور میں مستقل گنجا ہوگیا''۔ موصوف خانہ ساز نبوت کے گھر کے بھیدی تھے۔ لہذا جو کچھ دیکھا، اسے اپنی معرکتہ العراء کتاب ''فتنہ انکار ختم نبوت'' میں لکھ دیا۔ عرصہ ہوا معروف عالم دین جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے مرزا محمد حسین کو اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا۔ وہاں موجود کئی جید علماء کرام، صاحبان فہیم و فراست اور دانشوروں نے جناب مرزا محمد حسین سے درخواست کی کہ چونکہ آپ ایک عرصہ قادیانیوں کے خاص حلقہ میں رہے ہیں، آپ کو وہاں وی آئی پی کی حیثیت حاصل تھی اور آپ نے قادیانیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے لہذا آپ ہمیں اس فتنہ کے متعلق کچھ بتائیں۔ مرزا محمد حسین پہلے تو کچھ ہچکچائے آخر کار حاضرین محفل کے پرزور اصرار پر مرزا محمد حسین کہنے لگے کہ میں قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی حمق کی حد تک پوجا کرتا تھا۔ جب اس کی سیاہ کاریوں کا پردہ چاک ہوا تو میرے اوسان وحواس جواب دے گئے۔ اور مجھے داخلی سطح پر اتنا گہرا صدمہ پہنچا کہ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس صدمہ کی شفقت سے ایک ہی رات میں میرے سر کے بال غائب ہو گئے، پھر یہ حالت جسم تک محدود نہ رہی بلکہ دل کے نشیمن سے طائر ایمان بھی پرواز کر گیا اور میں چند روز تک دہریت کی زندگی گزاری۔ مرزا محمد حسین ہچکیوں اور سسکیوں میں کہنے لگے کہ وہ لرزہ خیز واقعہ جسے میں سنانا نہیں چاہتا تھا، وہ یہ ہے کہ میں بچشم خود ہوش وحواس مرزا بشیر الدین محمود کو اپنی بیٹی ''امتہ الرشید'' کے ساتھ زناء کرتے دیکھا۔ بچاری ابھی بلوغت کی عمر کو بھی نہیں پہنچی تھی۔ یہ بچی اپنے والد کی ہوسناکی کا شکار ہو کر بے ہوش ہوگئی۔ بعد ازاں یہ دیکھ کر مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا کہ بچی کے سرینوں کے نیچے قرآن مجید رکھا ہوا تھا۔ (نعوذ باللہ) : یہ جنسی تعلقات کا دلدادہ عیاش اور سرپھرا تھا جسے خلافت ملنے پر مرزا قادیانی کے وفادار مولوی محمد علی لاہوری نے جماعت قادیان چھوڑ کر اپنا لاہوری مرزائیوں کا فرقہ بنالیا۔ بشیر الدین محمود نے خلیفہ بنتے ہی ایسی گھناؤنی حرکتیں کیں کہ خود شرم بھی شرما گئی۔ ان کی قصر خلافت نامی رہائشگاہ دراصل قصرِ جنسی جرائم تھی جہاں عینی شاہدین کے مطابق صرف عقیدتوں کا خراج ہی بھینٹ نہیں چڑھا بلکہ مختلف حیلے بہانوں سے یہاں عصمتیں بھی لٹتی رہیں اس عیاش واوباش خلیفے نے اپنے شکار گرفت میں لانے کے لیے نہایت دلکش پھندے لگا رکھے تھے اسے معصوم لڑکیوں کو رام کرنے کا ایسا سلیقہ آتا تھا کہ قصرِ خلافت کے عشرت کدے میں جانے والی بہت سی عورتیں اپنی عزت لٹا کر واپس آئیں۔ خلیفہ ثانی مذہب کی آڑ میں عصمتوں پر ڈاکے ڈالتا رہا۔ چناب نگر سابقہ ربوہ میں مختلف حیلوں بہانوں سے اس عیاش خلیفہ نے عصمتیں لوٹیں اور ظلم پہ ظلم کرتا رہا۔ اس خلیفہ کی رنگین داستانوں کے قادیانی جماعت کے اپنے ہی لوگوں کے تبصرے حلفیہ بیانات مباہلے اور قسمیں موجود ہیں۔ خدائے برتر ایسے ظالم انسان کو کبھی معاف نہیں کرتے چنانچہ احمدی جماعت کے اس خلیفہ ثانی کی زندگی کا خاتمہ بھی انتہائی دردناک حالات میں ہوا۔ اسے زندگی کے آخری بارہ سال فالج میں بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرتے دیکھ کر لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے تھے۔

اب آتے ہیں مرزا محمود کی تعلیمی حالت کی طرف، وہ خود اپنے بارے میں لکھتا ہے'' میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس

لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی، پھر مڈل میں فیل ہوا، مگر پھر مجھے ترقی دے دی گئی، آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا اسکے بعد پڑھائی چھوڑ دی" (الفضل 2 اکتوبر 1935) 25 اپریل 1941 کو اخبار الفضل قادیان میں ایک اطلاع دی گئی کہ مرزا محمود کو بواسیر کی شکایت ہے اور انتڑیوں میں سوزش کی تکلیف ہے احباب دعا کریں 1946. میں اسے نقرس کے دورے پڑنے شروع ہو گئے اسکے علاوہ اسکے گھٹنوں میں بھی درد شروع ہوگیا، ڈاکٹروں نے اسے چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا۔ 10 مارچ 1954 بروز بدھ مرزا محمود پر عبدالحمید نامی ایک آدمی نے چاقو سے وار کیا، چاقو کا یہ وار اسکی گردن پر شہ رگ کے قریب ہوا، جس سے گہرا زخم آیا، مرزا محمود چیخیں مارتا ہوا اپنے مکان میں داخل ہوگیا، لاہور سے مشہور سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر کو لیا گیا اس نے سوا گھنٹے آپریشن کیا اور ٹانکے لگائے۔ مرزا محمود کی دماغی حالت دن بدن بگڑنا شروع ہوگئی اس کی شکل وصورت جنونی پاگلوں کی سی بن گئی تھی۔ وہ سر ہلاتا رہتا منہ میں کچھ ممیاتا رہتا اس کے سر کے زیادہ تر بال اڑ چکے تھے۔ پھر بھی انھیں کھینچتا رہتا، داڑھی نوچتا رہتا۔ وہ اپنی ہی نجاست ہاتھ منہ پر مل لیا کرتا تھا۔ بہت سے لوگ ان واقعات اور حالات کے عینی شاہد ہیں۔ اس خلیفہ ثانی نے ایک بیان میں اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ میں اٹھانوے فیصد منافق ہیں جس کی بنا پر جماعت کو ان کے پاگل ہونے کی افواہ اڑانی پڑی۔ ایک لمبا عرصہ اذیت ناک زندگی بستر پر گزارنے کے بعد جب یہ شخصیت دنیا سے رخصت ہوئی تو اس کا جسم بھی عبرت کا نمونہ تھا۔ ایک لمبا عرصہ تک ایک ہی حالت میں بستر پر لیٹے رہنے کی وجہ سے لاش اکڑ کر گویا کہ مرغ کا چرغہ بن چکی تھی۔ ٹانگوں کو رسیوں سے باندھ کر بمشکل سیدھا کیا گیا۔ چہرے پر گھنٹوں ماہرین سے خصوصی میک اپ کروایا گیا۔ جسم کی کافی دیر تک صفائی کی گئی اور پھر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے مرکری بلب کی تیز روشنی میں لاش کو اس طرح رکھا گیا کہ چہرے پر مصنوعی نور نظر آئے لیکن قادیانی تو ساری حقیقت سے آشنا تھے۔

قارئین الخاتم متوجہ ہوں!

الحمدللہ عقیدہ ختم نبوت کے حافظ اور ناموس رسالت ﷺ کی پاسبانی کا علمبردار ماہنامہ مجلہ الخاتم آپ کے ہاتھ میں ہے امید ہے کہ آپ اس رسالہ سے اپنے عقائد واعمال کی تصحیح فرما رہے ہوں گے۔

آپ سے چند گزارشات ہیں آپ ان کو توجہ سے مطالعہ فرمالیں۔

1: رسالہ کی سالانہ رکنیت جاری ہے آپ لازمی طور پر سالانہ رکنیت لیں، سالانہ رکنیتی فیس 400 روپے ہے، اس فیس کی ادائیگی کے بعد ہر ماہ مجلہ آپ کے گھر پر پہنچتا رہے گا۔

2: آپ نے رکنیت لے رکھی ہے تو آپ سے گزارش ہے کہ اپنے علاقہ میں مزید 2 عدد دوستوں کا ذھن بنا کر ان کو بھی رکنیت لے کر دیں۔

3: اگر آپ عالم دین ہیں اور آپ کا عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت پر وسیع مطالعہ ہے تو آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ مجلہ الخاتم کے لیے اپنے تازہ مضامین لکھ کر ارسال کیا کریں ہم آپ کی تحاریر کو مجلہ کی زینت بنائیں گے۔

4: اپنے علاقہ کے سکول، کالج، سرکاری دفاتر وغیرہ میں مجلہ الخاتم کو پہنچایا کریں اور جس کو بھی آپ رسالہ کی معلومات فراہم کریں ان کو سالانہ رکنیت لینے کا بھی ذھن دیں۔

5: ہم سوالات جوابات کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں اس سلسلہ میں لازمی شرکت کیا کریں۔

مسلیمہ کذاب کے جانشین کی حالتِ زار اور عقیدہ ختم نبوت

درصدف ایمان
d.sadafeman@gmail.com

اس بات سے پوری امت مسلمہ متفق و اجماع پر ہے حضور پرنور شافع یوم النشور محبوب کائنات ﷺ خاتم النبین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبوت کا اختتام آپ کی ذات مابرک پر ہو چکا ہے۔ اور یہی عقیدت ختم نبوت ہے۔ اسلام کی بنیاد ہے قرآن پاک میں تقریباً 100 آیات میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبین ﷺ ہونے پر دلیل قوی ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔'' الاحزاب پ 22) صاف اور واضح طور پر حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا بیان ہے ختم نبوت کیلئے مہر ہے اس کے علاوہ حدیث مبارک میں حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے: ''میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' اس کے علاوہ صحاح ستہ میں متعدد احادیث کریمہ حضور ﷺ کے خاتم النبین ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ابو داؤد شریف میں حدیث مبارک میں: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ''اور یہ میری امت میں 30 کذاب ہونگے جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ایک اور حدیث میں ارشاد ہے ''وانا العاقب'' حدیث مبارک میں موجود لفظ عاقب کی وضاحت یہ ہے۔ لفظ عاقب عقب سے بمعنی پیچھے آنے والا اور حضور ﷺ تمام انبیاء اکرام کے بعد کئے گئے یعنی سب سے آخر میں بھیجے گئے اس لئے آپ ﷺ کا عاقب بیان ہوا اور اس میں بھی اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی شان بلند فرمائی کہ سب سے اوّل آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی۔ جس وقت آدم علیہ السلام کو پیدا بھی نہ فرمایا تھا اس سے بھی قبل اور سب سے آخر میں مبعوث فرمایا تاکہ آپ ﷺ خاتم النبین ہو آپ ﷺ کی امر کی افضلیت تمام امتوں پر ہے اور آپ ﷺ ہی نے دین اسلام کو مکمل کیا ہمارے لیے شریعت فرمائی۔ جیسا کے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔ (مائدہ رکوع) اس آیت مبارک میں صحیح طور پر معلوم ہوا کہ شریعت محمدی ﷺ مکمل ہو چکی، قرآن مکمل ہو گیا، دین مکمل ہو گیا۔ اب جس نے قرآن و حدیث لیا، اور اس نے آپ ﷺ کی تعلیم پر عمل کیا وہ کامیاب رہا۔ جس نے ''الیوم اکملیت لکمہ دینکمہ'' کو نصب العین بنایا، ''واتممت علیکم نعمتی'' کو مقصد حیات سمجھ کر پیا، انکی شان اولیٰ و عالیٰ جانیئے وہ خلفائے راشدین بنے، صحابہ کرام بنے، قطب و ابدال بنے، دنیا انکی غلام بنی، وہ غلام رسول ﷺ کو بادشاہی ملی، تخت و تاج ملا، القاب عروج نصیب ہوا اور جنت کی راہ گزر پر قدم رکھ دیا، جنتی بن گئے اور جس نے انکار کیا وہ مرتد بنا، پلید ہوا، کذاب بنا، پیروکار شیطان بنا، مغربیوں کا کتا بنا، کافر ہوا، اور گندگی وغلاظت میں ہی واصل جہنم ہوا۔ اس مرزا غلام احمد قادیانی مرتد کا مختصر پس منظریہ ہے۔ 1839، 1840 میں پیدا ہوا، 1891 میں مرزا قادیانی نے مثیل مسیح پھر مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا، 1892 میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، 1901 میں باقاعدہ نبوت کے اعلان کیا۔ مولوی عبدالکریم جو قادیانی کی مبارک مسجد میں مرزا غلام احمد قادیانی کیلئے ''نبی'' کے الفاظ استعمال کئے مرزا غلام قادیانی نے اپنے بیٹے کو جائیداد سے عاق کیا اور اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا، کیونکہ اس کے بیٹے نے اس کو ''نبی''

ماننے سے انکار کر دیا تھا۔اس کا نام ''مرزا افضل احمد'' تھا۔مرزا نے 1900 میں اشتہار شائع کروایا تھا کہ اس کے پیروکار''احمدی'' کہلائیں گے۔مرزا بشیر الدین محمود مرزا قادیانی کا خلیفہ اور بیٹا تھا۔اپنی یہودیوں کو ازواج مطہرات کہتا تھا،شراب کا بے انتہا شوقین تھا،Tonic Wine اس کی پسندیدہ شراب تھی،خواتین کا شوقین تھا اور ان عورتوں سے ٹانگیں دبواتا تھا ان میں ایک عورت بھانو نامی کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اپنی زندگی میں کوئی حج نہ کیا۔قادیان کی سیر کو نفلی حج سے زیادہ قرار دیتا تھا، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کیا۔مرزا قادیانی عبرتناک موت مرا،اس کے ناپاک وجود سے دنیا کو انتہائی عبرتناک اور سبق آموز انداز میں نجات ملی۔ہیضے کی بیماری میں منہ اور مقعد سے گندی کا اخراج ہونے لگا،رفع حاجت کیلئے بھی نہ جاسکتا تھا اس لئے بستر کے پاس ہی غلاظت کا ڈھیر لگ گیا اور اسی غلاظت میں منہ کے بل گر کر جہنم رسید ہوگیا۔تدفین کے وقت تک غلاظت بہتی رہی۔تحریک نبوت کیلئے تحریکیں چلائی گئیں۔1953، 1974، 1984 اس کے علاوہ الحمد اللہ عزوجل فدایان ختم نبوت ہر دور میں موجود رہے۔کذابوں کی شر انگیزی کا مقابلہ کیا، انہیں منہ کے بل گرایا۔1984 میں جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے پر پابندی عائد کی ار انکی مذہبی کتابوں پر سب سے پہلے پابندی ملک امیر محمد خان نواب آج کالا باغ جو گورنر مغربی پنجاب تھے انہوں نے لگائی۔ یہ کذاب ملت اسلامیہ اور شریعت محمد علیہ السلام کے دشمن ہیں اور انکا ظہور بھی لازم ہے کیونکہ یہ میرے نبی حضرت محمد ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ میری امت میں 30 کذاب ہونگے اور وقت 22 کذاب ظاہر ہو چکے ہیں، بہر حال جو بھی کذاب اُٹھا، عاشقان رسول ﷺ نے اسے دنیا کیلئے عبر بنایا اور واصل جہنم ہوا اور انکے پیروکار بھی ناری ہوئے۔آخر میں صرف اتنا کہ مرزا غلام قادیانی کو صرف مرزا قادیانی کہا جائے،''غلام احمد'' نہ کہا جائے کہ یہاں نقطعہ عشق رسول ﷺ کہ احمد میرے نبی ﷺ کا نام مبارک ہے اور میرے آقا علیہ الصلوٰۃ السلام کی غلامی جس نے کی وہ جنتی ہے، ابوبکر، عمر فاروق وعثمان وغنی ہیں، اولیاء اللہ ابدال وولی ہے اور اس کاذب کو لفظی طور پر بھی میرے نبی ﷺ کا غلام نہ کہا جائے تو یہی بہتر ہے۔رب تبارک وتعالیٰ ان کذابوں کے شر سے محفوظ فرمائے، اپنی امان میں رکھے عشق رسول ﷺ سے معمور فرمائے اور آخرت میں قرب مصطفی ﷺ عطا فرمائے، امت مسلمہ کو مضبوط اور کذابوں سے جنگ کرنے میں ہمت واستقامت عطا فرمائے! آمین!

سورہ البینہ کی گمشدہ آیات

داور عزیز
dawaraziz@hotmail.com

اکثر اوقات غیر مسلم اور خصوصا قادیانی حضرات قرآن وحدیث میں سے سورہ البیّنہ اور ترمذی کی حدیث نمبر 3898 کا حوالہ دیتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورہَ میں 2 آیات ایسی پڑھیں جو قرآن میں موجود ہی نہیں ہیں۔

آئیے! اس دعوی کا جائزہ لیتے ہیں۔ مقدمہ ترمذی حدیث نمبر 3898 کا متن یہ ہے عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: »إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ القُرْآنَ« ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ {لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا} وَقَرَأَ فِيهَا: »إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الحَنِيفِيَّةُ المُسْلِمَةُ لَا اليَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا المَجُوسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ« وَقَرَأَ عَلَيْهِ: لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا، لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَاس

ترجمہ ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اللہ کا حکم ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کرسناؤں تب آپ ﷺ نے تلاوت کی 'لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۔۔ (سورۂ البیّنہ)' اور پھر یہ بھی تلاوت کی 'إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الحَنِيفِيَّةُ المُسْلِمَةُ لَا اليَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا المَجُوسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ' اور پھر قرات کی 'لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا، لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ' غیر مسلم اعتراض اٹھاتا ہے کہ یہ 2 آیات جن کی تلاوت آخر میں رسول اللہ ﷺ نے کی وہ قرآن میں موجود سورہ بیّنہ میں موجود نہیں۔ ان میں سے پہلی آیت ہے إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللَّهِ الحَنِيفِيَّةُ المُسْلِمَةُ لَا اليَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا المَجُوسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ ترجمہ یقیناً اللہ کے نزدیک دین کا حاصل سیدھا اسلام ہے نہ یہودیت، اور نہ عیسائیت، اور نہ مجوسیت۔ اور دوسری آیت ہے لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا، لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ ترجمہ اگر ابن آدم کے پاس دولت سے بھری ہوئی ایک وادی بھی ہو تو وہ دوسری کی طلب رکھے گا، اور اگر دوسری بھی ہو تو تیسری کی طلب رکھے گا۔ اور انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی شے نہیں بھر سکتی اور اللہ تائب ہونے والوں سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو بظاھر یہ دعوی درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ سورہَ البیّنہ تو بجا یہ دونوں آیات قرآن میں کہیں بھی نہیں ملتیں۔ لیکن کیا واقعتا معاملہ ایسا ہی ہے، آئیے ایک جائزہ لیتے ہیں۔

جواب المقدمہ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا حدیث کی کتب میں یہ حدیث صرف ترمذی میں ہی ملتی ہے یا کسی اور کتاب میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔ تحقیق کرنے پر پتا چلتا ہے کہ یہی حدیث مستدرک الحاکم میں بھی موجود ہے جس کا نمبر 2889 ہے اور اس کا متن مندرجہ ذیل

ہے:عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ« فَقَرَأَ: {لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ} وَمِنْ نَعْتِهَا لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ سَأَلَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ، فَأُعْطِيَتُهُ، سَأَلَ ثَانِيًا، وَإِنْ أُعْطِيَتُهُ ثَانِيًا، سَأَلَ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ، وَإِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ غَيْرَ الْيَهُودِيَّةِ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ، وَمَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ اس حدیث کو الحاکم اور الذہبی نے صحیح کا درجہ دیا ہے۔ یہاں پر جو نکتہ طالب توجہ اور قابل غور ہے وہ ہے سورہ البیّنہ کے الفاظ کے اختتام (یعنی، وَالْمُشْرِكِينَ) کے بعد ' وَمِنْ نَعْتِهَا ' کے الفاظ جن کا مطلب ہے'اور اس کی وضاحت میں اور پھر آگے انسان کے مال کی طلب میں لالچی ہونے کا بیان پہلے اور اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہونے کا بیان بعد میں ہے۔ یہ برعکس ہے اس تلاوت کے جو ترمذی میں بیان ہوئی ہے۔ اگر ان دونوں احادیث کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو حیرت انگیز نتائج اخذ ہوتے ہیں جو سورۃ البیّنہ پہ غیر مسلموں کے اعتراضات کا شافی جواب فراہم کرتے ہیں۔

1: مستدرک کی حدیث میں سورہ البینہ کے الفاظ ختم ہونے کے بعد (جیسا کہ قرآن میں موجود ہیں)، وَمِنْ نَعْتِهَا کے الفاظ موجود ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ آگے بیان کردہ الفاظ اور مضمون اس سورت کی نعت یعنی وضاحت کے ضمن میں ہیں نہ کہ سورہ کا حصہ ہیں۔ بہ الفاظ دیگر، یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے بطور تبصرہ فی الصورہ منسوب کرنا تو درست ہے لیکن یہ سمجھ لینا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے قرآن میں موجود سورہ البینہ کی آیات کے طور پر تلاوت فرمایا، سراسر غلط ہے۔

2: دونوں کتب (ترمذی اور مستدرک) میں موجود ایک ہی حدیث میں اتفاق صرف ان الفاظ اور ان کی ترتیب تک ہے جو قران میں موجود سورۃ البینہ کے ہیں۔ اس کے بعد کے الفاظ نہ صرف مختلف ہیں بلکہ ان کی ترتیب بھی ایک جیسی نہیں جیسا کہ قرآن کی ہر آیات میں موجود الفاظ اور ان کی ترتیب بدلی نہیں جا سکتی۔ مثال کے طور پر: ترمذی میں إِنَّ ذَاتَ الدِّينِ عِنْدَ اللهِ الحَنِيفِيَّةُ المُسْلِمَةُ لَا اليَهُودِيَّةُ وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ وَلَا المَجُوسِيَّةُ لکھا ہوا ملتا ہے جبکہ مستدرک میں إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْحَنِيفِيَّةُ، غَيْرُ الْمُشْرِكَةِ، وَلَا الْيَهُودِيَّةِ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةِ لکھا ہوا ملتا ہے۔ نہ صرف دونوں کتابوں کے الفاظ فرق ہیں بلکہ ان کی ترتیب تک فرق ہے جو کہ ناممکن ہے اگر یہ آیات قرآن کا حصہ ہوتیں یا رہی ہوتیں۔ قرآن کی آیات کے نہ تو الفاظ ہی بدلتے ہیں اور نہ الفاظ اپنی جگہ بدلتے ہیں۔

3: ترمذی میں لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا، لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ لکھا ہوا ملتا ہے، جبکہ ابن حنبل کی مسند میں بھی یہی حدیث کچھ اس طرح سے درج ہے "لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ، لَسَأَلَ وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ (ابن حنبل، حدیث نمبر ۲۱۲۰۲) یعنی ترمذی میں ایک وادی مال سے بھری ہوئی کے بعد دوسری کی تمنا اور دوسری ملنے کے بعد تیسری ملنے کی تمنا کے الفاظ ہیں جبکہ ابن حنبل میں دو وادیاں ملنے کے بعد تیسری وادی پانے کی تمنا کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح، ترمذی میں اللہ کے نزدیک دین کیا ہے والا بیان پہلے ہے اور ابن آدم کے لالچ کر بیان بعد میں، جبکہ مستدرک میں یہی ترتیب اس کے الٹ ہے، یعنی ابن آدم کے لالچ کا بیان پہلے اور اللہ کے نزدیک دین کیا ہے والا بیان بعد میں ہے۔ اسی طرح اس حدیث کے مکمل

متن میں دونوں کتابوں کے حوالاجات میں مزید تضادات موجود ہیں۔

حاصل مقدمہ

یہ حدیث غیر مسلموں کی جانب سے عام طور پر اور قادیانیوں کی جانب سے خاص طور پر پیش کی جاتی ہے۔قادیانی حضرات یہ حدیث پیش کر کے مرزا صاحب کے ان جھوٹے حوالاجات پر جواز باندھتے ہیں جو انھوں نے صحیح البخاری کا نام لے کر پیش کے ہیں۔ یاد رہے کہ مرزا صاحب کی بیان کردہ یہ 'صحیح احادیث جنہیں وہ بخاری میں سے بیان کرتے ہیں، وہ بخاری یا مسلم وغیرہ میں کہیں ہیں ہی نہیں۔قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی (نعوذ باللہ) یاداشت کی غلطی کی بنیاد قرآن میں وہ آیات منسوب کر دیں جو قرآن میں ہیں ہی نہیں لہٰذا مرزا صاحب نے بھی اسی طرح صحیح البخاری کی طرف حدیث منسوب کر دی۔

قارئین کرام! اوپر دیئے گئے حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سورۃ البینہ کی مذکورہ گمشدہ آیات دراصل سرے سے آیات ہیں ہی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سورۃ کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی وضاحت کے جملے ہیں اور صرف ایک ہی کتاب میں بیان کردہ حوالہ لے کر اپنا جواز فراہم کرنا، جبکہ یہی حدیث دیگر کتب میں بھی منقول ہو، سراسر علمی بددیانتی ہے یا پھر تجاہل عارفانہ ہے جس کا امکان کم ہے۔

نبوت ملنے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے

3535 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ " مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ "

(شعب الایمان، جلد 3 صفحہ 70، مطبوعہ مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کوئی گھر تعمیر کیا اور اسے ہر طرح سے مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔لوگ اس میں داخل ہو کر اسے دیکھنے لگے اور اس کی خوبصورت تعمیر سے خوش ہونے لگے سوائے اس ایک اینٹ جگہ کے وہ اس کے علاوہ اس محل میں کوئی کمی نہ دیکھتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس میں ہی وہ آخری اینٹ رکھنے کی جگہ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اور دوسری روایت جو مسند ابو داود الطیالسی کی ہے اس میں الفاظ ہیں کہ " فانا موضع اللبنة خُتِم بی الانبیاء" اس اینٹ کی جگہ میں نے پُر کر دی ہے اور مجھ پر انبیاء کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

فاتح قادیانیت

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا غلام قادیانی

حافظ جمیل
ترتیب و پیشکش
مفتی سید مبشر رضا القادری

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور کے بعد پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علمائے اسلام، ہر ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان اس عقیدے پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور یہ کہ جو بھی اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو نبی مانے وہ کافر ہے اور خراج از ملت اسلام ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام اعظم نے فرمایا کہ جو شخص اس کے دعوے کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسولِ کریم فرما چکے ہیں لا نبی بعدی۔

بعض لوگون کے اذہان میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں نازل ہوں گے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے؟ علامہ زمخشری، صاحبِ تسفیر کشاف اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ مانا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعتِ محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہوں گے۔

قارئین! تعجب اس بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو دنیا بھر کے مسلمانوں میں صد سالہ کوششوں اور کاوشوں کے بعد چند لاکھ کی زاغ صفت، مفاد پرست نفری نے ہی نبی مانا اور باقی سوا ارب مسلمانوں نے اس کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ اس پر کوئی فخر کرے کہ انہوں نے اتنے عقیدت مند پیدا کر لئے اور اسلام کو اتنی خدمت کی تو ہم گزارش کریں گے کہ تم مرزا صاحب کو اس لئے نبی مانتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیائے کرام کے زمرے میں آپ کو ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں، لاکھوں کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجہ خواجگان والئی ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کو مسلمان کیا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ علیہ کا دریائے فیض آج تک تشنگان معرفت کی پیاس بجھا رہا ہے۔ حضرات مشائخ چشت اہل بہشت اور دیگر اولیائے کرام نے اسلام کی جو خدمات سرانجام دیں، ان کے مقابلے میں ساری ذریتِ مرازئیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرے کی بھی نہیں۔

ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا نہ مہدویت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی نبوت کا، نہ بروزی نبوت کا بلکہ انہوں نے ساری زندگی اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ ہی کہا اور اسی غلامی کو اپنے لئے باعثِ صد افتخار اور موجب سعادت دارین سمجھا۔ حیف ہے اس شخص پر جو اتنے بڑے بلند و بانگ دعوے کرے اور حالت یہ ہو کہ جب فخر السادات علامہ دوراں، نائب غوث الوریٰ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ علیہ نے اس سے کلمہ طیبہ کے معنی پوچھے تو اس کے ہوش اڑ گئے اور پھر جب اس نے اعجاز المسیح نامی کتاب بطور معجزہ پیش کی تو حضرت پیر صاحب

نے اپنی مشہور زمانہ کتاب سیف چشتیائی میں ایک سو کے لگ بھگ غلطیاں نکالیں اور خاص طور پر فی سبعین یوما من شہر الصیام پر تو طلبا نے بھی آوازیں کسیں کہ قادیانی کا رمضان شریف ۷۰ دنوں کا ہوتا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کیلئے عجیب وغریب تاویلات باطلہ سے کام لیا۔ خود ہی مریم بن کر عیسیٰ کو جنم دے کر ابن مریم بنتا ہے اور قادیان کو دمشق کا نام دیتا ہے اور اپنے لئے ایک منارہ بھی بنواتا ہے حالانکہ مرزا اور اس کے ماننے والے بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ احادیث کی رو سے وہ منارہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے اترنا ہے وہ ان کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں تو یہ جھوٹا مسیح موعود (مرزا قادیانی) آنے کے بعد منارہ خود تعمیر کرواتا ہے۔ وہ مقام جہاں عیسیٰ ابن مریم دجال کو قتل کریں گے وہ لُدّ ہے جو موجودہ اسرائیل میں ہے۔ قادیانیوں نے اس کی بھی بے جا اور بعید از عقل تاویلات کیں اور بالآخر تھک ہار کر یہ کہہ دیا کہ لُدّ سے مراد لدھیانہ ہے جہاں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ ان تاویلات باطلہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک جھوٹے، کاذب بہروپ کا صریح ارتکاب ہے کہ علی الاعلان کیا گیا ہے۔

مرزا صاحب کو خوامخواہ زعم ہو گیا کہ علمائے اسلام سو کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ مرزا نے ایام الصلح میں چیلنج دیا کہ اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کر سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف تردید کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت اور مفسریت کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ ناز، زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم مارتے ہیں اور چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں ذرا ان سب کو میرے سامنے لاؤ۔ پھر مرزا صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ کو حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج دیا اور ایک اشتہار کے ذریعے ہندوستان کے ہر مکتبہ فکر کے چھیاسی علما کی ایک فہرست شائع کر کے تمام ہندوستان کے علما کو چیلنج دیا۔ حضرت پیر صاحب نے جواب میں ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ کو بمقام لاہور مناظرہ کی تاریخ مقرر فرما کر مرزا صاحب کو مطلع کر دیا کہ آپ از راہِ مہربانی تاریخِ مقرر پر تشریف لے آئیں میں بھی حاضر ہو جاؤں گا۔ ساتھ ہی حضرت پیر صاحب کی طرف سے تقریری بحث کی دعوت دی گئی تا کہ عوام الناس بھی سمجھ سکیں کہ اس مسئلے میں فریقین کیا کہتے ہیں اور کون صحیح ہے؟ مرزا صاحب تقریری بحث کیلئے کسی صورت تیار نہ ہوئے۔ جب مناظرہ کا دن قریب آگیا تو ملک کے طول وعرض سے ہزارہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ علما، مشائخ، درویش اور ہر طبقہ وفرقہ کے لوگ حتیٰ کہ قادیانی جماعت کے مرید و متفق اور ہمدرد و مائل بھی دور ونزدیک سے جمع ہو گئے۔ لاہور کے بازاروں میں لوگوں کے ٹھٹھ لگ گئے۔ اس خاص موقع پر تو ہجوم خلائق کی آمد کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ جیسی مشہور زمانہ روحانی اور علمی احترام شہرت کے حامل شخصیت پہلی بار اسلام پر قادیانیت کے خطرناک حملوں کے دفاع میں علمائے دین کی اس قدر بڑی اور فقید المثال تعداد میں سب کی طرف سے متفقہ نمائندہ اور قائد کی حیثیت سی میدانِ مناظرہ مباحثہ میں تشریف فرما ہو رہی تھی اور تمام موافق و متردد یا مخالف حضرات اپنی آنکھوں سے بیسویں صدی کی سب سے بڑی اشتہاری تحریک کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔

سبحان اللہ! اسلامیانِ ہند کی اس علمی، دینی اور روحانی قیادت کے وقت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عمر شریف صرف ۴۲ برس کے قریب تھی۔ انہیں فارغ التحصیل ہوئے ۲۲ سال گزر چکے تھے۔ خلافتِ ارشاد کا ۱۸ سال تھا اور ادائیگی حج کے بعد مسندِ ارشاد پر صرف ۱۰ برس کا عرصہ گزرا تھا۔ ہاں ایک وہ وقت تھا جب منبر پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بول رہے تھے (سلونی سلونی قبل تفقدونی) یعنی میرے اس دنیا سے اٹھ جانے سے پہلے پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو یا پھر پیر صاحب علما مشائخ کے ہزاروں کے مجمع میں بول رہے تھے کہ اب علی کا بیٹا اور غوث الاعظم کا نورِ نظر مرزا کی اس

تحدی اور مبارز طلبی اور تعلّی و شیخی کے جواب میں میدانِ مناظرہ میں حاضر ہے۔اب اگر کسی میں ہمت وجرات ہے تو سامنے آئے۔

مگر نبوت و امامت کے جھوٹے دعویدار کو اب قدم باہر نکالنے کی جرات نہیں ہو رہی تھی۔ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ کو حضرت قبلہ پیر صاحب علما و مشائخ کی معیت میں لاہور تشریف فرما ہوئے تو علما و مشائخ اور عوام نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔آپ نے لاہور پہنچتے ہی سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ مرزا آیا ہے یا نہیں؟

مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد لاہور میں قرار پایا تھا۔لہٰذا ۲۶-۲۵ اگست کو دونوں اطراف سے نمائندے اور عام مسجد میں ہو کر منتشر ہوتے رہے۔لیکن مرزا کو نہ آنا تھا اور نہ آیا بلکہ قتل ہو جانے اور بے عزتی کا خطرہ ظاہر کر کے قادیان میں ہی دبک رہا۔اس دوران قادیانی جماعت کے ایک وفد نے ایک اندھے اور اپاہج کے حق میں مباہلہ کرنے کی گزارش کی کہ اس طرح متجاب الدعا کا پتہ چل جائے گا اور اس کے نتیجہ میں حق و باطل واضح ہو جائے گا۔جواب میں حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو یہ کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرانے ہیں تو آجائیں۔اس موقع پر غیر مقلد عالم ثناءاللہ امرتسری نے کہا کہ میری طرف سے عرض کیجئے گا کہ مولوی عبدالکریم نابینا کو ضرور ہمراہ لائیں، وہ بوجہ حق الخدمت اس معجزہ کے حق دار بھی ہیں۔

اسی موقع پر مرزا صاحب کی طرف سے جب تحریری مناظرہ کے طور پر زود نویسی (تیز لکھنے) کے خدشہ کا اظہار کیا گیا تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیق حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے، فخر و تعلّی مقصد نہیں ہوتا ورنہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ خود اپنی جانب تھا۔سبحان اللہ علم ہو تو ایسا، ولایت ہو تو ایسی کیا شان ہے۔

جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعاً مایوسی ہوگئی تو ۲۷ اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں علمائے کرام نے اس دعوتِ مناظرہ کی مکمل داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے رکھی اور تمام مسالک کے سرکردہ علما نے ختمِ نبوت کی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانانِ برصغیر کا ایمان حضرت قبلہ عالم کی برکت سے محفوظ رکھا اور ہزار ہا سبکیاں اور ہزیمتیں لے کر قادیانیت کا یہ فتنہ دب گیا۔علما اسلام کی کاوشوں سے ۱۹۷۳ میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھی قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ صرف پاکستان ہی نہیں سعودی عرب، ہالینڈ، ملائیشیا اور انڈونیشیا کی حکومتوں نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔

اب بھی مختلف جگہوں پر مادی اسباب کی بدولت یہ فتنہ سر اٹھاتا رہتا ہے اور کم فہم مفاد پرست افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔مسلمانانِ عالم کو اپنے اسلاف سے وابستہ رہتے ہوئے ان کے افکار و عقائد کو اپنا کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کیلئے متفقہ طور پر منظم طریقہ سے اپنا اپنا کردار کرنا چاہئے اور درج ذیل فکر کو عام کرنا چاہئے۔

تخلیق میں پہلے نور ان کا آخر میں ہوا ہے ظہور ان کا
تکوین جہاں ہے ان کیلئے ختم ان پہ نبوت ہوتی ہے

قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں

حدیث لانبی بعدی اور مرزائی فراڈ

(ماخوذ از: ختم نبوت فورم)

دوستو! اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع، متصل اور صحیح احادیث مختلف کتب احادیث میں ماجود ہیں جنکے اندر اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" لانبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں، (یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم حدیث نمبر 1842 میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم حدیث نمبر 2404 میں اور حضرت ثوبان بن بجداد رضی اللہ عنہ نے سنن ترمذی حدیث نمبر 2219، سنن ابی داود حدیث نمبر 4252 اور مستدرک حاکم میں حدیث نمبر 8390 میں صحیح اسناد کے ساتھ بیان کی) جب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپ کے بعد کوئی کہے کہ" لانبی بعدی" نہ کہو؟ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح اور صریح الفاظ کے بعد کسی صحابی کی طرف منسوب علم اصول احادیث کی رو قابل قبول رہ جاتی ہے؟؟ جس میں کسی صحابی کا اپنا قول فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹکراتا ہو؟؟ ہرگز نہیں، بلکہ اصول حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع متصل صحیح حدیث کے مقابلے میں اگر کسی صحابی کا اپنا قول چاہے بظاہر متصل اور صحیح سند کے ساتھ بھی ملے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ چہ جائیکہ وہ قول غیر مستند ہو۔

مرزائی دھوکے باز اور شعبدہ باز ہمیشہ دجل وفریب دیتے رہتے ہیں، انہیں وہ احادیث نبویہ نظر نہیں آتی یا وہ دیکھنا نہیں چاہتے جنکے اندر خود خاتم الانبیاء نے فرمایا" لانبی بعدی" انہیں اگر کسی کتاب سے غیر مستند بات نظر آجائے جو کسی صحابی کی طرف منسوب ہو تو وہ اس کو اچھال اچھال کر دھوکے دیں گے۔

ایسا ہی ایک دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ" امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر درمنثور میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ اپ نے فرمایا صرف یہ کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ مت کہا کرو کے" لانبی بعدی" یعنی اپ کے بعد کوئی نبی نہیں"

اگرچہ امام سیوطی نے اسی جگہ اس سے پہلے متعدد مستند اور صحیح روایات لکھی ہیں جو مرزائی عقیدہ کا پاش پاش کرتی ہیں، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس قول کے بعد وہیں امام سیوطی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جسکے اندر اس بات کی وضاحت ہے کہ لانبی بعدی کیوں نہ کہا کرو وہ اس وجہ سے تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے دوبارہ نہیں آنا، لیکن مرزائی اس روایت کا ذکر نہیں کریں گے۔

آئیے! جائزہ لیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ قول سند اور علم اصول حدیث کے مطابق صحیح ہے؟

تفسیر درمنثور میں امام سیوطی نے خود تو اس روایت کی کوئی سند نہیں بیان کی، وہاں مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے، جب ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ کی طرف رجوع کیا تو وہاں اس کتاب کے مختلف نسخوں اور اڈیشنوں میں اس روایت کی سند مختلیف ہے، پرانے زمانے کے نسخوں میں اس روایت کی سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی کا نام" جریر بن حازم" ہے یعنی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کوئی اور راوی نہیں ہے۔

بعد میں کچھ نسخوں میں اس روایت کی سند میں جریر بن حازم اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان مزید راوی "محمد" کا اضافہ ہے (جس سے مراد مشہور تابعی محمد بن سرین رحمتہ اللہ علیہ ہے)

مصنف ابن ابی شیبہ کے جن ایڈیشنوں میں راوی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور راوی نہیں ہے وہاں یہ روایت منقطع ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ یہ جریر بن حازم تقریباً 90 ہجری میں پیدا ہوئے (بحوالہ تہذیب التہذیب جلد 1 ص 295) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تقریباً 58 ہجری میں ہو چکی تھی، اس طرح جریر بن حازم تو پیدا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے تقریباً 30 سال بعد ہوئے، لہذا ایسا ممکن ہی نہیں کہ انہوں نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہو۔ اسی وجہ سے یہ روایت نہ قابل اعتبار ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے دوسرے نسخوں میں جن میں جریر بن حازم کے بعد ایک راوی "محمد" کا ذکر ہے اس سے مراد تابعی محمد بن سرین رحمتہ اللہ علیہ ہیں، اور دلچسپ بات یہ ہے کہ محمد بن سرین کی بھی ملاقات بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے، مشہور امام جرح وتعدیل ابن ابی حاتم لکھتے ہیں " ابن سرین لم یسمع من عائشة شیئاً " ابن سرین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہیں سنا (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم صفحہ 188) یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے (تہذیب التہذیب جلد 3 ص 587) اس طرح ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ روایت منقطع یا مرسل ہے اور اصول احادیث کی رو سے قابل اعتبار نہیں، بلکہ مرفوع اور متصل احادیث کے ہوتے ہوئے مردود اور ناقابل اعتماد ہے۔

پھر مزے کی بات ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ اپ نے فرمایا:

" لایبقی بعدی من النبوة الا المبشرات ، قالو یا رسول الله وما المبشرات ؟ قال : الرؤیا الصالحة یراھا الرجل أو تری له "

میرے بعد مبشرات کے علاوہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبشرات کیا ہیں؟ تو اپ نے فرمایا: نیک آدمی جو خواب دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے

(مسند احمد جلد 6 ص 129)

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی، اور اس میں صاف طور پر بیان فرما دیا گیا کہ نبوت کے اجزاء میں سے صرف ایک جز نیک اور سچے خواب ہی باقی ہیں اور کچھ نہیں، "یاد رہے نبوت اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک نبوت کے تمام اجزاء جمع نہ ہو، صرف سچے اور نیک خواب کو کوئی بھی احمق نبوت نہیں کہتا جیسا کہ ایک ٹائر کو کوئی احمق گاڑی نہیں کہتا بلکہ گاڑی کا ایک جز کہا جاتا ہے"

ایک طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی، دوسری طرف انکی طرف منسوب ایک غیر مستند قول جسکی سند کو کوئی دنیا کا مرزائی مربی متصل ثابت نہیں کرسکتا۔ اس طرح مرزائی مربیوں کا دجل وفریب کھل کر سامنے آگیا۔

اعلان

جن دوستوں نے ابھی تک اپنے سابقہ رسالوں کی قیمت ادا نہیں کی ان سے گزارش ہے کہ جلد از جلد قیمت ارسال کریں تا کہ اس دینی اور علمی خدمت میں مدد فراہم ہو سکے۔ اور مجلہ کی چھپوائی کا سلسلہ بروقت عمل میں لایا جاسکے۔

ماہنامہ مجلہ الخاتم کے لیے دنیا بھر سے نمائندہ گان کی ضرورت ہے

مجلہ الخاتم کے لیے پاکستان کے مختلف شہروں علاقوں اور دنیا کے مختلف ملکوں سے نمائندہ گان کی ضرورت ہے۔ اگر بالفرض پاکستان کے شہر اسلام آباد کے لیے ہمارا نمائندہ منتخب ہوتا ہے تو اسلام آباد کے ساتھیوں کے لیے تمام رسائل ہمارے نمائندہ کے پاس بھیجنے جائیں گے پھر نمائندہ پر لازم ہو گا کہ اپنے علاقہ سے رابطہ کرنے والے دوستوں کو رسائل پہنچا دے۔ اگر آپ بھی نمائندگی کے خواہشمند ہیں تو جلد رابطہ کریں یاد رہے کہ نمائندہ کے لیے لازم ہے کہ ہر ماہ کم از کم 25 رسائل خرید فرمائے اور ادارہ کو اس کی قیمت ادا کرے۔ ابھی رسالہ کی قیمت 30 روپے مقرر کی گئی ہے۔

پاکستان میں "الخاتم" کے نمائندہ گان کے رابطہ نمبرز

نام	نمبر	شہر
محمد اویس شاہد	03408365636	سائٹ ایریا کراچی
حسن رضا	03454749318	لاہور
شاہد مبین	03338439170	سیالکوٹ
قاضی سلمان حبیب	03435321754	تلہ گنگ چکوال
سید فضل الرحمٰن	03017778002	بہاولپور
محمد ابوبکر صدیق	03076292454	سرگودھا
سجاد رسول	03007376730	بہاولنگر
توقیر احمد اشرفی	03224474420	لاہور
محمد نعمان	03336148808	ڈیرہ اسماعیل خان
عثمان اشرف عاطر	03345812767	آزاد کشمیر
شعیب مصطفیٰ	03065820992	ہارون آباد
سلمان احمد	03465700838	راولپنڈی
شیراز بٹ	03127196696	فیصل آباد
عامر عطاری المدنی	03113293392	کراچی فیضان مدینہ
جمال	03138574060	کوئٹہ
رانا عاصم	03018287727	لاہور

مجلہ الخاتم پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے مختلف ممالک میں بذریعہ ڈاک روانہ کیا جاتا ہے، مجلہ کا پہلا شمارہ جس کی تعداد 1000 تھی لیکن دوسرا شمارہ 1500 کی تعداد میں چھپوایا جا رہا ہے، الحمدللہ مجلہ کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے۔ مخیر حضرات سے تعاون کی بھرپور اپیل کی جاتی ہے کیوں کہ مجلہ کی چھپوائی اور ڈاک خرچ وغیرہ بہت کثیر ہیں۔ مخیر حضرات 100، 200، 500 رسالوں کی قیمت ہر ماہ اپنے اپنے ذمہ لے لیں۔ آپ کے تعاون کا انتظار رہے گا۔

رابطہ دفتر 3247448814 92+

تقابل ادیان اور ردِ مستشرقین پر ایک عظیم علمی درس گاہ کا قیام

کنزالایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو کہ آن لائن چار سالہ درس نظامی (عالم دین کورس) کروانے کا منفرد ادارہ ہے جس میں الحمدللہ دنیا بھر سے سینکڑوں طلباء وطالبات علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ ابھی ادارہ نے ایک عظیم علمی کام کرنے کی نیت کی ہے، ہم ایک ایسا ادارہ بنانا چاہ رہے ہیں جس میں تقابل ادیان کا مطالعہ ہوں جس میں ایسے علماء تیار کیے جائیں جو درس نظامی کے علاوہ، عالمی مذاہب کی کتب کا بھی ادراک رکھتے ہوں۔ ایک ایسی عظیم درس گاہ کی ضرورت ہے جس میں معاندین اسلام جیسے عیسائی، یہودی، بدھ، ہندو، ملحدین، قادیانی وغیرھم کے ہر سوال کا جواب دینے کی صلاحیت پیدا کی جاتی ہو۔ ایسی علمی درس گاہ کہ جس میں کسی مسلک یا فرقہ کی بات نہ کی جاتی ہو، ایسی علمی درس گاہ کی ضرورت ہے جس میں عربی، انگلش کے ماہرین علماء تیار کیے جاتے ہوں۔

الحمدللہ کنزالایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے زیرِ اہتمام ایک ایسے ہی علمی پروجیکٹ کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ گوجرانوالہ کی سرزمین پر ایک کنال رقبہ پر محیط ایک عظیم علمی درسگاہ کا قیام عمل میں آ رہا ہے جس میں آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

آپ تمام سے مودبانہ عرض ہے کہ اس مرتبہ اپنے تمام صدقات چاہے واجبہ ہوں یا نافلہ زکوۃ وفطرات وغیرھا سبھی صدقات ادارہ کنزالایمان کو دیں تا کہ دینی کاموں میں معاونت ہو جائے۔

ہمارے درج ذیل پراجکٹس ہیں:

1: گوجرانوالہ میں ایک کنال ارضی خریدنی ہے جس کی رقم 23 لاکھ روپے ہے اس ادارہ میں تقابل ادیان پر تعلیمات ہوں گی ان شاءاللہ۔

2: بحال کنزالایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی بلڈنگ کرایہ پر ہے جس کے ماہانہ اخراجات 18000 کے قریب ہیں یاد رہے کہ اس دارہ میں بچے اور بچیاں بالکل فری علم دین حاصل کرنے آتے ہیں۔

3: اس کے علاوہ ختم نبوت کے حوالے سے کئی قسم کے اخراجات ہوتے ہی رہتے ہیں، جیسے رسائل وجرائد کی اشاعت وغیرہ
آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ ادارہ کے ساتھ اپنے ہر قسم کے تعاون کو یقینی بنائیں۔

ہمارا وقتی طور پر بنک اکاونٹ جس میں آپ اپنی رقم ارسال کر کے ہم کو اطلاع کر سکتے ہیں۔

بنک اکاونٹ

MCB
PK62MUCB0700805941003258
Branch Cod:1034
Branch jinnah Road Near Crown Cinema Gujranawala Pakistan

خادم کنزالایمان ریسرچ انسٹیٹیوٹ: مفتی سید مبشر رضا القادری

فون نمبر، وٹس ایپ نمبر **+92-3247448814**